عقود الجواہر فی احوال البواہر

یعنی

بوہروں کی تاریخ

مؤلفہ مولوی محمد نجم الغنی خانصاحب ابن
مولوی عبد الغنی خانصاحب ساکن رامپور
ملک روہیلکھنڈ جون
محرم سنہ ۱۳۲۲ھ

مطبع العلوم مرادآباد باہتمام ابن علی
چھاپی گئی

طبع اول ۵۰۰ جلد نمبر ۱۴۳ - ۱ از سنہ ۱۹۰۶ قیمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم
ونصلی علی رسولہ الکریم

بوہرے چونکہ شیعہ اسماعیلیہ **شیعہ** کا ایک فرقہ ہی۔ اس لئے اول شیعہ اور اسماعیلیہ کی حقیقت بیان کرتا ہون **شیعہ** لغت مین پیروون اور یارونکے معنی مین ہی۔ اور مجازاً مسلمانون کے اوس فرقے کو کہتے ہین جو حضرت علی اور بی بی فاطمہ اور اون کی اولاد کے ساتھ دوستی رکھتا ہی۔ اور یہ لفظ یہانتک اس گروہ کے ساتھ مخصوص ہوا کہ اس کا نام مقرر ہوگیا۔ جب کہتے ہین کہ فلان شخص شیعہ ہی تو یہی سمجھا جاتا ہی کہ اوس خاص گروہ مین سے ہی۔ مگر اس گروہ کو حضرت علی اور اونکے اہل بیت کی محبت کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ۔ اور بی بی عائشہؓ اور دوسرے صحابہؓ کے ساتھ بغض و عداوت مین بھی بڑا غلو ہی۔ کیونکہ انکے نزدیک محبت حضرت علی منحصر ہے ان بزرگون کے برا کہنے پر۔ اور جو فرقے اس باب مین اونکے ہمخیال نہین اونکو جناب امیر اور اونکی اولاد کا دشمن اور نواصب کہتے ہین۔ گو وہ اُنسے کتنی ہی محبت رکھتے ہون اور **نواصب** ایک فرقہ تھا مغرب و شام مین جو صرف جناب امیر اور اونکی اولاد سے دشمنی رکھتا تھا بخلاف **خوارج** کے کہ وہ اُن تمام صحابہ کو جنھون نے باہم لڑائیان کین۔ جیسے طلحہؓ اور زبیرؓ۔ اور حضرت عثمانؓ و حضرت علیؓ و معاویہؓ و عمرو

بن عائشہ کو برا جانتے ہیں اور شیعہ کے نزدیک ایمان اور اسلام میں فرق ہے۔
اسی لئے اپنی جانوں کو مومن کہا کرتے ہیں اور باقی اہل اسلام کو مسلمان بولتے
ہیں۔ کہتے ہیں مومن وہ ہے جو شرایع کو ادس کے حقایق اور تاویل کے ساتھ جانتا
ہو اور مسلمان وہ ہے جو شرایع کو بغیر علم تاویل و تفسیر کے جانے۔ تمام شیعہ کا
اسبات پر اتفاق ہے کہ آیمہ معصوم ہیں غلطی اور سہو اور خطا سے۔ اور حضرت علی تمام
صحابہ سے افضل ہیں۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نصب کر دی تھی کہ حضرت علی
میرے بعد امام ہیں اور امت حضرت علی سے بیعت انکار کرنے پر مرتد ہوگئی۔ اور فاضل کے
موجود ہوتے مفضول کی امامت درست نہیں۔ خلافت خلفائے ثلثہ کی حقیت کے
ساتھ نہ تھی اور نہ وہ امامت کو جامع تھی۔ امامت خاص ہے یعنی صرف نبی کی نیابت
بدون سلطنت و امارت کے اسی لئے خلفائے ثلثہ کو امام نہیں مانتے اور تمام صحابہ سے
تبرا کرتے ہیں سوائے چند تن کے اور یہ کہتے ہیں کہ امام کو جائز ہے کہ وہ حالت تقیہ
میں کہدے کہ میں امام نہیں ہوں۔ اور انکے نزدیک امامت منحصر ہے اولاد حضرت علی میں
مگر اس باب میں شیعہ میں بھی باہم بڑا اختلاف ہے۔ اور اس اختلاف کیوجہ سے بہت سے
فرقے بن گئے ہیں۔ کہ ایک فرقہ دوسرے فرقہ کی تکفیر کرتا ہے۔ اصول انمین سے پانچ
فرقے ہیں۔ غلاۃ۔ اور کیسانیہ اور زیدیہ اور امامیہ اور اسماعیلیہ۔

غلاۃ

اگرچہ کیسانیہ اور اسماعیلیہ اور امامیہ میں سے بھی بہت سے فرقے غلو رکھتے ہیں
مگر مراد غلاۃ سے اصطلاح میں اون فرقوں سے ہے جن میں یہ اعتقاد مشترک ہے کہ آیمہ
وانبیا خدا ہیں یا خدا نے ایمہ وانبیا میں حلول کیا ہے یا ان سے متحد ہو گیا ہے اور تعین
امام کے باب میں بعض انمیں سے کیسانیہ میں اور بعض امامیہ اور زیدیہ کے فرقوں میں سے
کوئی ایسا نہیں سنا گیا جو ان غلاۃ کی طرح ائمہ کی الوہیت یا اونمیں حلول الوہیت یا اتحاد
کا قائل ہو۔ انکے ۸ فرقے ہیں (۱) سبائیہ (۲) کاملیہ (۳) مغیریہ (۴)
بنانیہ (۵) جناحیہ (۶) منصوریہ (۷) خطابیہ (۸) غرابیہ

(۹) زبابیہ (۱۰) ذمتیہ (۱۱) اموبہ (۱۲) غمامیہ (۱۳) رزامیہ (۱۴) غرافریہ (۱۵) اسحاقیہ (۱۶) نصیریہ (۱۷) علویہ (۱۸) مقنعیۃ

کیسانیہ

یہ کل سات فرقے ہیں انمیں قدر مشترک محمد بن حنفیہ کی امامت کا قائل ہونا ہے یہ محمد حضرت علی کے بیٹے تھے انکی ماں بنی حنفیہ سے تھی اسلیے ابن حنفیہ کہلاتے تھے (۱) کیسانیہ (۲) مختاریہ (۳) کربیہ (۴) اسحاقیہ (۵) حربیہ جو کندیہ بھی کہلاتے ہیں (۶) عباسیہ (۷) طیاریہ

زیدیہ

یہ لوگ زید بن علی زین العابدین بن امام حسین بن علی بن ابی طالب کیطرف منسوب ہیں یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے امام زین العابدین تک امامت کے قائل ہیں بعد انکے زید بن زین العابدین کو امام اعتقاد کرتے ہیں۔ یہ آٹھ فرقے ہیں۔ (۱) جارودیہ (۲) دکینیہ (۳) سلیمانیہ (۴) بتریہ جسے تو میہ بھی کہتے ہیں (۵) نعیمیہ (۶) یعقوبیہ (۷) خشبیہ (۸) صالحیہ

امامیہ

ان کا اعتقاد یہ ہے کہ زمان تکلیف امام فاطمی سے خالی نہیں ہوتا اور امامت اولاد بی بی فاطمہ میں ہے آنحضرت کی نص جلی یا خفی کی وجہ سے اور زید بن علی اور اسمٰعیل بن جعفر اور محمد بن حنفیہ کی امامت سے کرتے ہیں یہ ۲۴ فرقے ہیں (۱) مفتیمیہ (۲) حکمیہ جنکو ہشامیہ بھی کہتے ہیں (۳) جوالقیہ انکو سالمیہ کبھی بولتے ہیں اور کبھی ہشامیہ بھی کہا کرتے ہیں (۴) زراریہ (۵) یونسیہ (۶) شیطانیہ یہ فرقہ شیطانیہ کے نام کر

بھی مشہور ہیں (۷) مفوضہ یا تفویضیہ (۸) بدائیہ (۹) محمدیہ (۱۰)
حسینیہ (۱۱) حسنیہ (۱۲) باقریہ (۱۳) ناصریہ (۱۴) ناؤسیہ (۱۵)
عماریہ (۱۶) عمانیہ (۱۷) اسحاقیہ (۱۸) مفضلیہ (۱۹) موسویہ (۲۰) ممطوریہ
(۲۱) رجعیہ انکو کاظمیہ بھی کہتے ہیں۔ (۲۲) احمدیہ (۲۳) جعفریہ۔
(۲۴) اثنا عشریہ
جب لفظ امامیہ مطلقاً بلا قید بولتے ہیں تو یہی فرقہ مراد ہوتا ہے۔ یہ لوگ کہتے ہیں امام
بارہ ہیں اس ترتیب سے (۱) حضرت علی (۲) امام حسن (۳) امام حسین
(۴) زین العابدین بن امام حسین (۵) محمد باقر بن زین العابدین (۶) جعفر
صادق بن محمد باقر (۷) موسے کاظم بن جعفر صادق (۸) علی رضا بن موسی کاظم
(۹) محمد تقی (تاے نوقانی سے) بن علی رضا (۱۰) علی نقی (نون سے) بن محمد
تقی (۱۱) حسن عسکری بن علی نقی (۱۲) محمد بن حسن عسکری جنکی کنیت ابوالقاسم
اور القاب مہدی اور منتظر اور صاحب الزمان اور حجت اور قائم ہیں یہی امام منتظر ہیں
زندہ غیر مردہ ہیں مگر خوف اعداسے غائب ہو گئے ہیں اور غیبت کبرے اختیار کرلی ہے

اسماعیلیہ

یہ ایک فرقہ ہے شیعہ کا۔ انکا اعتقاد یہ ہے کہ امامت بعد وفات حضرت جعفر صادق کے
اونکے پسر کلان اسماعیل ہیں جو اسمٰعیل الاعرج کرکے معروف ہیں موقوف ہے۔ کیونکہ
امام جعفر نے اونکی امامت کے لئے کہدیا تھا کہ ان ھذا الامر فی الاکبر مالم
یہ عاہۃ (یعنی یہ کام بڑے میں ہی جب تک اوس میں کوئی آفت نہو) اور سب اولاد امام
جعفر میں وہ نجیب بھی ہیں اسلئے کہ اونکی ماں جن کا نام فاطمہ ہے حسن بن حسن علی بن
ابی طالب کی بیٹی ہیں۔ تاریخ فرشتہ میں خواجہ عطاء اللہ ملک جوینی کی جہان کشاسے
نقل کیا ہے کہ امام جعفر صادق نے اپنے بڑے بیٹے اسمٰعیل کو ولیعہد بنایا تھا۔
جب اونھوں نے شراب پی لی تو اونکو معزول کرکے موسی کاظم کو ولیعہد بنایا جو مسماۃ
حمیدہ بربریہ کے بطن سے تھے۔ لیکن صحیح روایت یہ ہے کہ اسمٰعیل جن کی کنیت ابو محمد ہے

امام جعفر کے سامنے عریض ہین کہ مدینہ مین ایک آدمی ہی جہان اہل مدینہ کے اونٹ چرتے ہین اور وہان سے اونکی لاش مدینہ مین لائی گئی اور ۱۳۳ ہجری مین بقیع الغرقد مین جو مدینے کا ایک قبرستان ہی مدفون ہوئے تھے اور اونکے والد بیس برس تک زندہ رہے[1] اسمٰعیلیہ مین دو گروہ قایم ہو گئے جسکی تفصیل یہ ہے کہ امام جعفر صادق کی وفات کے بعد اونکے شیعہ کے ایک گروہ نے جان لیا تھا کہ اسمٰعیل زندہ نہین ضرور مر گئے ہین مگر اونکے فرزند محمد امام ہین اسلئے کہ امامت اونکے باپ مین تھی۔ اور بیٹا بمقابلے بھائی کے امامت کے لئے زیادہ حقدار ہی۔ اور امام جعفر کے شیعہ کا دوسرا گروہ اسمٰعیل کی حیات کا مقر رہا۔ کیونکہ یہ دور و دراز مقامات پر رہا کرتے تھے اور انکو امام سے کچھ خصوصیت نہ تھی۔ ان دونون فرقون کے نزدیک امامت اسمٰعیل کی اولاد مین قیامت تک بنی رہیگی۔ اور انکے نزدیک آیمہ مین عصمت کا ہونا شرط ہی۔ اور شیعہ امام جعفر کا تیسرا گروہ جس کو امام موصوف کے ساتھ خصوصیت تھی اور امام سے راوی بھی تھا اسمٰعیل کی وفات کو یقینی طور پر جان گیا اسلئے امام موسی کاظم کی امامت کا معتقد ہوگیا۔[2]

محمد بن اسمٰعیل بن جعفر صادق

عمدۃ المطالب مین لکھا ہی کہ محمد بن اسمٰعیل اپنے چچا موسے کاظم کے ساتھ رہا کرتے تھے اور موسے کاظم سے دربردہ مخالفت رکھتے تھے جب ہارون الرشید حجاز مین آیا تو اونہون نے آپنے چچا کی اوس سے چغلی کہائی رشید نے موسی کاظم کو قید کر دیا جہان اونکا انتقال ہوا۔ محمد بن اسمٰعیل رشید کے ہمراہ عراق کو چلے گئے بغداد مین انتقال کیا موسے کاظم نے اونکے حق مین بد دعا کی تھی محمد کے بعد دو فرزند باقی رہے تھے اسمٰعیل ثانی اور جعفر شاعر۔ اور بعض کہتے ہین کہ محمد اپنے باپ کے[3] انتقال کے بعد داحلے کے ساتھ بغداد مین آ گئے۔ اور وہان لاولد فوت ہوئے اور تاریخ فرشتہ کے مقالہ سوم مین برہان نظام شاہ کے حالات مین لکھا ہے کہ محمد اپنے دادا کی

---

[1] منقول از عمدۃ الطالب اور مراۃ جہان نما مین لکھا ہو کہ اسمٰعیل اپنے باپ سے پانچ سال قبل فوت ہوئی ہین [2] دیکھو کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ ۱۲ [3] صواعق محرقہ ۱۲

حیارنامین رے کیطرف چلے گئے محمد آباد رے اونھین کیطرف منسوب ہی - بعض تواریخ[۵ل]
سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رے کیطرف اونکا بھاگنا عباسیون کے ہاتھ سے ہوا تھا -
محمد آباد مین دفن ہوئے - جب اونکی اولاد مین کثرت پیدا ہوگئی تو خراسان اور قندھار اور سندھ
کیطرفونب چلے گئے اور وہان رہنے لگے -

فرقہائے اسماعیلیہ

اسماعیلیہ کے کئی فرقے ہین جن مین قدر مشترک یہ ہی کہ بعد حضرت جعفر صادق کے
اسماعیل امام ہین (۱) مبارکیہ (۲) میمونیہ (۳) خلفیہ (۴) قرامطہ (۵) شمیطیہ
(۶) برقعیہ (۷) جنابیہ (۸) مہدویہ -

اسماعیلیہ کے ہاتھون اسلام کی بربادی

ان مین بعض بعض الوالعزم ایسے ہوگذرے ہین کہ جن کے ہاتھون سے مذہب اسلام
نے بڑے بڑے صدمے اوٹھائے ہین - جو کام اونھون نے کئے ہین اگر اسوقت
کوئی عیسائی بڑی سے بڑی سلطنت مسلمانون اور اسلام کے ساتھ ایسا کرے
تو خود عیسائی دوسری سلطنتین ہی اوس کا کچومر نکالدین - اور نہایت نفرت و حقارت سے
اوس کام کو دیکھین - مثلاً ابو سعید بن حسن بن بہرام جنابی موسم حج مین مکہ مین بہت سی
جمعیت لیکر چڑھ آیا - اور تین ہزار حاجیون کو قتل کیا - اور اوسکا بیٹا ابو طاہر سلیمان
۳۱۷ھ ہجری مین موسم حج مین مکہ مین بہت سی جمعیت کے ساتھ چڑھ گیا اور مسجد الحرام
مین گھوڑے پر سوار ہوکر داخل ہوا - اور شراب کا پیالہ ہاتھ مین تھا جسے وہان پیا اور اپنے
گھوڑے کو سیٹی دی تو اوسنے مسجد مین پیشاب کردیا - اور حاجیون کو بڑی بیدردی سے
قتل کراکر چاہ زمزم مین ڈلوادیا - اور باقی کو مسجد حرام مین دفن کرایا اور دروازہ کعبہ کو اوکھڑوا
ڈالا اور حجر اسودہ کو اوکھڑواکر مقام ہجر کو جو اوس کا دار الحکومت تھا لے گیا اور وہان
سنڈاسون مین ڈلوادیا اور بائیس برس تک حجر اسود اوس کے پاس رہا یہانتک کہ ۳۳۹ھ
ہجری مین خلیفہ عباسی مطیع اللہ ابو القاسم مفضل بن مقتدر بن معتضد والی بغداد نے
تیس ہزار دینار کو اوس سے خریدکر کے بدستور خانہ کعبہ مین رکھوادیا - اسماعیلیہ کو

۵ل دیکھو تاریخ گزیدہ مولفہ حمد اللہ مستوفی ۱۲

بہت بڑی ثروت و قوت اوس وقت مین حاصل ہوئی جبکہ اونکی سلطنت افریقہ اور مصر مین قایم ہوئی ؛

خلفائے مصر اور مہدی بانی سلطنت افریقہ کا حسب و نسب

انمین سے پہلے جس شخص نے تخت حکومت پر قدم رکہا وہ ابو محمد عبید اللہ ہے اور مشہور یہ ہی کہ اوس کا نام عبد اللہ ہے۔ اور بعض کتابون مین اوسکا نام ابو القاسم محمد بن عبد اللہ لکھا ہی۔ اور اوسکے بیٹے قایم کا نام احمد بتایا ہے۔ اور بعض کتابون مین قایم کا نام محمد یا محمد قاسم بن عبد اللہ تحریر کیا ہی۔ مگر مشہور روایت یہ ہی کہ قایم کا نام محمد اور مہدی کا نام عبید اللہ ہی۔ اور بقول مولف تاریخ فرشتہ نسابہ اور مورخین کے اتفاق کے ساتھ علویہ مصر کی سیادت مشکوک ہی۔ اور مہدی کے نسب مین بڑا اختلاف ہی جسکی تفصیل یہ ہے (۱) ابو محمد عبید اللہ بن محمد بن عبد اللہ قداح بن میمون بن محمد بن اسمعیل بن جعفر صادق (۲) عبید اللہ بن احمد بن اسمٰعیل ثانی بن محمد بن اسماعیل بن جعفر صادق (۳) بعض کہتے ہین کہ عبید اللہ مہدی محمد کا بیٹا تھا جسے حبیب کہتے تھے اور حبیب کا نسب نامہ یون ہی محمد حبیب بن جعفر بن محمد بن اسماعیل بن جعفر صادق (۴) عبید اللہ مہدی بن جعفر بن حسن بن محمد بن جعفر شاعر بن محمد اسماعیل بن جعفر صادق (۵) عبد اللہ مہدی بن محمد بن رضا بن عبد اللہ بن تقی بن قاسم بن احمد رضی بن اسماعیل بن جعفر صادق۔ (۶) عبد اللہ مہدی بن رضا بن تقی قاسم بن رضی احمد بن رضا محمد بن اسماعیل بن جعفر صادق (۷) جمہرۃ النسب مین لکھا ہی کہ عبید اللہ نے ایکبار یہ دعوے کیا تھا کہ مین حسن بن بعض بن جعفر بن محمد بن اسماعیل بن امام جعفر صادق کا بھائی ہون (۸) اور دوبارہ یہ بیان کیا کہ حسین بن محمد بن اسمٰعیل بن جعفر صادق کا بیٹا ہون۔ حالانکہ محمد کا بیٹا حسین کوئی نہین (۹) مہدی بن حسین بن احمد بن عبد اللہ بن محمد بن اسماعیل بن امام جعفر صادق۔ بوہرون کا مختار یہ پچھلی روایت ہی۔

غرضکہ علمائے محققین کو مہدی کے نسب مین بڑا اختلاف ہی۔ اور جبکہ انکی سلطنت مصر مین غایت عروج پر تھی۔ اوسوقت مین اونکے فاطمی ہونے سے انکار کیا گیا تھا

بہر صورت جو کچھ ہو تمام اسماعیلیہ خلفائے مصر کو علوی فاطمی اور محمد بن اسماعیل
بن جعفر صادق کی اولاد مانتے ہیں۔ بغداد میں ہر عباسی اور مصر میں ہر علوی لفظ
مشرف کے ساتھ پکارا جاتا تھا۔ جو لوگ انکو علوی فاطمی نہیں مانتے اونکی دلیل بڑی مضبوط
ہے وہ کہتے ہیں کہ اسماعیل بن جعفر اپنے باپ کی حیات میں مقام عریض میں انتقال
کر کے بقیع میں مدفون ہوئے اور اسماعیل کے بیٹے محمد حضرت جعفر صادق کے ساتھ
بغداد میں آئے اور وہاں لاولد فوت ہوئے۔ اور نجم الحجاز میں ابن قطان نے
کہا ہے کہ بعض مورخین کا قول ہے کہ جعفر بن علی کی ایک کنیز تھی ایک شخص کے ساتھ
جو قرمطی یا یہودی تھا۔ اوس کی آشنائی ہو گئی۔ اوس عورت نے بہت سامال اوس مرد کو
دیدیا اور اپنے مالک کو مار ڈالا اوس مرد سے اوس کنیز کے ایک بیٹا پیدا ہوا جو اس
مہدی کا دادا ہے اور حلی نے خلاصہ میں لکھا ہے کہ عبد اللہ بن میمون بن اسود
قداح بنی مخزوم کے غلاموں میں سے تھا اور تیر بنایا کرتا تھا اسلئے قداح کہلاتا ہے
اور بعض نے کہا ہے کہ عبد اللہ آنکھوں کا علاج کیا کرتا تھا اسلئے قداح کہلاتا ہے
اور انساب سمعانی میں آیا ہے کہ میمون جعفر صادق کا غلام تھا۔ میمون کا بیٹا عبد اللہ
محمد بن اسماعیل بن جعفر صادق کے ساتھ مکتب میں رہتا تھا۔ جب اونھوں نے
وفات پائی تو اسماعیل کی خدمت میں رہنے لگا۔ اور جب اسماعیل نے بھی وفات پائی
تو اوسنے دعوے کیا کہ میں اسماعیل کا بیٹا ہوں حالانکہ میمون کا بیٹا تھا۔ مہدی
اسی عبد اللہ بن میمون کی اولاد میں ہے۔ اہل سنت وجماعت ونسابہ ملک مغرب کہتے
ہیں کہ ابو محمد عبید اللہ بانی خلافت خلفائے مغرب ومصر عبد اللہ بن سالم بصری
کی اولاد سے ہے اور اوس کا باپ بصرے میں نان بائی کی دوکان کیا کرتا تھا۔
اور نسابہ عراق کہتے ہیں کہ وہ ایک یہودی کی نسل سے ہے اور اس کا اصلی نام عبید اللہ
یا عبید اللہ نہیں ہے۔ بلکہ سعید نام ہے۔ اور وہ بیٹا تھا احمد بن عبد اللہ قداح بن میمون
بن دیصان کا بعض نے لکھا ہے سعید بن حسین بن محمد بن احمد بن عبد اللہ قداح
یہ حسین جب مقام سلمیہ علاقہ حمص میں گیا تو ایک یہودن کے حسن وجمال کا ذکر اوس کے
سامنے ہوا اور خاوند اوس کا جو لوہار تھا مر چکا تھا حسین نے اوس سے نکاح کر لیا
اوس عورت کے ایک لڑکا پہلے خاوند لوہار سے تھا۔ حسین اوسے بہت چاہنے لگا

اور اوسکی تعلیم مین بڑی کوشش کی - چونکہ حسین لاولد تھا تو اسی کے واسطے اپنی قایم مقامی کی وصیت کی - اور اوسے دعوت کے اسرار سکہاے - حسین کے بعد سعی بڑی ترقی پکڑ گئی - اور عبید اللہ یا عبد اللہ کے نام سے شہرت حاصل کی اور اپنا لقب مہدی رکہا اور ظاہر یہ کیا کہ پیغمبر خدا نے میرے لئے پیشین گوئی کی ہے - بعض مورخ اس کے خاندان کو علویہ اور اسماعیلیہ اور فاطمیہ کہتے ہین اور بعض مورخ عبیدیین اور بنو مہدی بھی لکھتے ہین لیکن محققین کا خیال ہے کہ مہدی حضرت علی کی نسل سے نہ تھا - پولٹیکل مصالح بر نظر ڈالکر ادعاے علوی بن گیا تھا - اس نے افریقہ مین خروج کیا - سلطنت عباسی مین ضعف تہا کسی سے اسکی مزاحمت نہوسکی - اوس نے ایک بہت بڑی زبردست سلطنت مغرب مین قایم کی - بنو امیہ اور عباسیون کے بعد حدود ارضی کے اعتبار سے اور نیز اس لحاظ سے کہ کس عرصے تک بادشاہت قایم رہی علوی سلطنت تیسرے درجے مین شمار ہوتی ہے بغداد سے لیکر اندلس تک علویون کی بادشاہت تھی - کچھ دنون شام مکہ اور مدینہ مین بھی علویونکا زور رہا - اندلس کی مستقل اور زبردست سلطنت اسلامی عرصے تک علویون کا ایک صوبہ رہی مستنصر باللہ مہدی کے بعد آٹھوان خلیفہ ہوا ہے - اس کے اشارے سے بساسیری نے قایم باللہ کو بغداد مین قید کر کے سال بھر تک مستنصر کا نام خطبے مین قایم رکہا - مستنصر نے عہد مین عباسیون کا خاتمہ ہو جاتا لیکن طغرل بیگ نے جو سلاطین سلجوقیہ مین بڑا اولو العزم بادشاہ گذرا ہے - اور جن کی سلطنت خراسان مین نہایت زور و شور کے ساتھ تھی بغداد پہونچکر بساسیری کو مغلوب کیا - اور قایم باللہ کو بڑے اعزاز سے پہر تخت پر بٹھایا - سلاطین علویہ باعتبار خلفاے عباسیہ کے زیادہ پابند احکام شرع تھے - لہو و لعب سے انکو پرہیز تھا اسلئے عیسائی مورخون نے براہ تعصب علویون کو متعصب لکھا ہے -

سلاطین علویہ کے مختصر حالات ذیل مین درج ہین

مہدی باللہ

مورخ سے بڑے اختلاف کے بعد یہ بات ثبوت کو پہونچتی ہے کہ مہدی کا دادا اہواز اور بصرہ اور سلمیہ مین آیا - لوگون کو تشیع اور اہل بیت کی طرف بلانے لگا - اوسکے

انتقال کے بعد مہدی کا باپ قایم مقام ہوا اور اوس نے رستم بن حسین کو یمن کیطرف بھیجا
کہ وہ لوگون کو اوس کے مذہب کیطرف دعوت کرے اور رستم نے ایک شخص ابو عبد اللہ
شیعی کو بہت سامان اسباب دیکر علاقہ مغرب کو اس مذہب کیطرف دعوت کے
لئے بھیجا - مہدی کے باپ نے جب ۲۸۹ھ مین انتقال کیا تو اپنے بیٹے عبید اللہ کے
واسطے خلافت وفات کی وصیت کردی اور دعاۃ کا حال اور پتہ بتا دیا - عبید اللہ نے
اپنا لقب مہدی باللہ رکہا - اور خلفاے بغداد کے خوف سے سوداگرون کے بھیس مین
مصر ہوتا ہوا مغرب مین طرابلس کیطرف بہاگ گیا - اور ابو عبد اللہ شیعی مہدی کو بڑے
جلوس کے ساتھ افریقہ مین لے گیا ۲۹۶ ہجری تک مہدی سارے افریقہ کے شہرون
کا مالک ہوگیا اور خلفاے عباسیہ کی حکومت سے وہ ملک نکل گیا بلاد مغرب و افریقہ مین
انکی حکومت نے بڑی قوت پکڑی مذہب اسماعیلیہ کا جہر کرنے لگے - اس کے داعی
زمین مصر کیطرف پہیل گئے - ایک خلق کثیر نے اونکی دعوت قبول کی مہدی نے
قیروان مین ایک نہایت مضبوط قلعہ مہدیہ نامی بنایا - اور اوس نے ابو عبد اللہ شیعی
کو اس خیال سے کہ کبھی باغی نہو جاے مروا ڈالا جسنے مذہب مہدویہ اور یہ سب
اوس کے لئے اختراع کرکے ایک بڑی سلطنت کا مالک بنا دیا تہا - مہدی باطنیہ
کا عقیدہ رکہتا تہا - علما کو قتل کراتا تہا - اس خیال سے کہ میری مخالفت پر لوگونکو
وعظ و نصیحت نکرین ہمیشہ اصحاب و ازواج رسالت ماب کی ہجو کیا کرتا تہا سواے
حضرت علی اور مقداد بن اسود اور عمار بن یاسر اور سلمان فارسی اور ابو ذر غفاری
کے اور کہتا تہا کہ سرور عالم کی رحلت کے بعد یہ تمام لوگ مرتد ہوگئے تھے - سواے
اون پانچ صحابیون کے اور فقہا کو حکم دیدیا تہا کہ سواے اوس مذہب کے جو اوس کا جاری
کیا ہوا تہا دوسرے مذہب پر فتوے نہ دین - اوسکا مذہب یہ تہا کہ بیٹی پوری میراث
کی وارث ہوجاتی ہے - اور طلاق بائنہ سے عدت ساقط ہوجاتی ہے - مغرب مین آ
جا کر یہ دعوے کیا کہ مین امام ہون - اور کبھی مصلحت کے طور پر یہ بھی کہدیتا تہا کہ
امام کے ظہور کا وقت قریب ہے - اور یہی ابتدا مین اہل کوفہ و عراق کے سامنے بیان
کیا کرتا تہا - اور کہتا تہا کہ مین امام کا داعی ہون امام جلدی ظاہر ہوا چاہتا ہے
مہدی نے ۲۶ برس حکومت کرکے باسٹھ برس کی عمر مین ۳۲۲ ہجری مین

انتقال کیا اور مہدیہ مین کہ اب مملکت ٹونس مین واقع ہے مدفون ہوا مولف تاریخ
گزیدہ کہتا ہے کہ مہدی مغربی پانچ سال مہدی اثنا عشری سے چھوٹا تھا۔
اور مشہور یہ ہے کہ مہدی مغربی سنہ ۲۶۰ھ مین پیدا ہوا تھا۔ اور مہدی اثنا عشری کی
ولادت سنہ ۲۵۵ھ مین ہے۔

قایم بامر اللہ بن مہدی

باپ کے مرنے کے بعد یہ تخت نشین ہوا ابو یزید ایک معمولی مدرس نے قایم پر
خروج کیا اور قایم کو شکست دی۔ ٹونس اور قیروان اور رقادہ فتح کر لیا اور قایم مہدیہ
مین محصور ہو گیا۔ حالت محاصرہ مین یہ بیمار رہا۔ اور وہین شوال سنہ ۳۳۴ھ مین
مرا۔ بارہ سال حکومت کی ؀

ابو طاہر اسمٰعیل الملقب منصور بقوۃ اللہ بن قایم

یہ بڑا شجاع تھا تخت پر بیٹھ کر اس نے ابو یزید کو بھگا دیا۔ اور خود اوس کے تعاقب
مین سوڈان تک گیا اور اوس کا پیچھا نہ چھوڑا یہانتک کہ سنہ ۳۳۶ھ مین وہ گرفتار
ہوا اور اوسکی کھال نکلوا کر بھس بھروایا گیا۔ اسنے شوال کی آخری تاریخ کو سنہ ۳۴۱
ہجری مین ۷ سال حکومت کر کے ۳۹ سال کی عمر مین انتقال کیا۔

ابو تمیم معد الملقب معز لدین اللہ بن منصور

سلطنت نے اسکے زمانے مین عروج پکڑا اور سنہ ۳۵۸ ہجری مین ابو حسین جوہر
اپنے والد کے غلام کی کوشش سے بعد وفات کافور اخشیدی والی مصر کے
مصر کا مالک ہو گیا جہان جوہر نے قاہرہ آباد کیا۔ اور اپنا لشکر طرف شام کے
روانہ کیا تمام ملک مغرب و مصر و بلاد شام مین بھی یہ مذہب پھیل گیا معز نے مصر کو
اپنا دار الخلافہ قرار دیا اور پھر برابر سلاطین اسماعیلیہ کا بھی دار الحکومت رہا
۱۵ ربیع الآخر سنہ ۳۶۵ ہجری روز جمعہ کو راہی ملک آخرت ہوا۔ ۲۳ سال ۵ ماہ
حکومت کی ۴۵ سال عمر پائی۔

ابو منصور نزار الملقب عزیز باللہ بن معز

عضد الدولہ دیلمی سے اسنے مراسلت جاری کی شام سے اندلس تک تمام ممالک غربی پر اس کا قبضہ تہا اس نے ایک یہودی گورنر شام میں تعینات کیا - اور ایک مسیحی حاکم مصر کے لئے مقرر کیا لیکن بھرائی غلطی پر متنبہ ہوا - رمضان ۳۸۶ ہجری مین مرگیا ۴۲ سال کی عمر پائی ۲۱ سال خلافت کی -

ابو علی منصور الملقب حاکم بامر اللہ بن عزیز

یہ بڑا متشرع بادشاہ تہا - اس نے عورتوں کے برکوے مین سختی کی مسکرات کی خرید و فروخت بند کرادی اسکے وقت مین انتظام شہر بھی اچھا تہا - قاہرہ مین مسجد ازہر اسی کی بنوائی ہوئی ہے - لیکن بعض مورخ اسکو فرعون ثانی لکھتے ہین اور اسکی سختیون کو حدود شرعی سے متجاوز بتاتے ہین - اسنے حکم دیا تھا کہ کوئی یہودی اور نصرانی گہوڑے پر سوار ہو گدہے اور خچر پر سوار ہو مگر لوہے کی رکاب استعمال نہ کرے اور ہمیشہ چند گھونگرو لٹکتے رکھے اور حمام مین جاوے تو پاؤن مین گہنگرو رکھے تا کہ مسلمان سے امتیاز رہے - اس کو یہ معلوم ہوا کہ کیری بہن کی سپہ سالار کے ساتھ آشنائی ہے اسلئے دونون کو سزا دینا چاہا سپہ سالار اوس کے ارادے سے مطلع ہو کر کچھ آدمی گہات مین لگا دئے - جنہون نے ۴۱۱ھ مین مار ڈالا ۳۶ سال کی عمر پائی ۲۵ سال حکومت کی تمدن عرب کے صفحہ ۹ مین مذکور ہے کہ دروز لبنان مین ایک فرقہ ہے جسکے فاطمی خلیفہ مصر الحاکم بامر اللہ کا پیرو ہے انکی تعداد اسوقت اڑھائی لاکھ نفوس کی ہے - یہ نیم مسلمان اور نیم نصرانی ہین -

ابو الحسن علی الملقب ظاہر لاعزاز دین اللہ بن حاکم

یہ بادشاہ بڑا نیک نام تھا اسکی نگینا می مشکر عمائد خراسان حج کرنے گئے تو مصر سے ہوتے آتے اور وہان سے خلعت لائے محمود غزنوی کو اس کی خبر لگ گئی اوسنے فوراً خلیفہ بغداد قادر باللہ کو مطلع کیا حجاج ابھی مصر سے لوٹکر

بغداد ہی مین ٹہیرے تھے کہ خلیفہ نے اُنسے بازپرس کی اور خلعت کے کپڑے جلائے گئے اور قادر باللہ کے حکم سے ایک محضر لکھا گیا جس کا مضمون یہ تھا کہ خلفاے مصر امام جعفر صادق کی اولاد سے ہیں یہ دعوے اونکا باطل ہے۔ ظاہر نے سپہ سالار اور اپنی پھوپھی کو مروا ڈالا تھا یہ خلیفہ شوال سنہ ۴۲۷ھ ہجری مین مرا ۳۳ سال کی عمر پائی ۱۶ سال حکومت کی۔

ابو تمیم معد الملقب مستنصر باللہ بن ظاہر

قایم باللہ خلیفہ عباسی نے والی افریقہ سے سازش کر کے اسکو نقصان پہنچانا چاہا۔ لیکن اوسکی حکمت کارگر نہوئی اور اس کے بدلے مین مستنصر کے اشارے سے بساسیری نے قایم کو بغداد مین قید کر دیا۔ تاریخ گزیدہ مین مسطور ہے کہ مستنصر کو لشکہ جنون پورا ہو رہا تھا چنانچہ بے سبب قیمتی جواہرات کو ہاون مین پسوا کر پانی مین بہا دیتا تھا اور نہایت کنجوس تھا۔ سپاہ کی تنخواہ وقت پر نہین دیتا تھا یہانتک کہ ایکبار تنگ آکر سپاہ نے اوسپر بلوہ کر دیا اور اوسکو پکڑ کر چڑھی ہوئی تنخواہ لی مستنصر نے سنہ ۴۸۷ھ ہجری مین رحلت کی ۶۷ سال عمر پائی ۶۰ سال حکومت کی۔

ابو القاسم احمد الملقب مستعلی باللہ بن مستنصر

اسنے حکومت پائی تو اپنے چچا نزار کو مع اوس کے دو بیٹون کے قید کر دیا۔ اور تینون نے قید ہی مین جان دی۔ سنہ ۴۹۵ھ ہجری مین اس خلیفہ کا انتقال ہوا ۷ سال دو ماہ خلافت کی اجل طبعی سے مرا تھا۔ مگر روضۃ الصفا مین لکھا ہے کہ نزار کے ایک طرفدار نے مار ڈالا ۲۸ سال کی عمر پائی۔

ابو علی منصور الملقب آمر باحکام اللہ بن مستعلی

اس کے وقت مین شمالی عیسائیون سے بڑی لڑائی ہوئی اور مسلمان غالب رہے ان شمالی عیسائیونکو مسلمان مورخ اہل فرنگ لکھتے مین اسکے وقت مین حسن صباح اور نزاریہ کو شام مین بہت قوت حاصل ہو گئی۔ اور کچھہ ملک مملوکون کا اوس

خاندان کے قبضہ میں آگیا اسکے کوئی اولاد نہ تھی اسلئے اپنے چچا حافظ کو اسنے ولیعہد مقرر کیا ۲ ذیقعد ۵۲۴ سنہ ہجری کو ایک فدائی کے ہاتھ سے مارا گیا ۲۹ سال حکومت کی حافظ ابرو کے نزدیک کچھ کم ۳۴ سال عمر پائی - اور تاریخ گزیدہ سے ۴۰ سال کی عمر ثابت ہے - بوہرہ مومنین یہ روایت چلی آتی ہے کہ آمر کا صلبی بیٹا مہینے کی عمر کا اسوقت مین موجود تھا جسکا نام ابوالقاسم طیب تھا اور اوسی کی امامت کے لئے آمر نے نص کی تھی جسکو امراے دولت قاہرہ سے لیکر چلے گئے اور مستور ہو گئے - اسی لئے بوہرے آمر کے بھائی کی امامت کو تسلیم نہین کرتے -

ابو میمون عبدالمجید الملقب حافظ لدین اللہ بن امیر ابوالقاسم محمد بن مستنصر

نزار یو نیز اسنے بھی غلبہ نہ پایا - اسکے دو وزیر یکے بعد دیگرے فدائیوں کے ہاتھ سے مارے گئے اور زوال سلطنت علویہ شروع ہوا جمادی الآخر ۵۴۴ سنہ ہجری مین یہ خلیفہ فوت ہوا - ۷۰ سال کی عمر پائی اور ۲۰ سال خلافت کی

ابو منصور اسمٰعیل ثانی الملقب ظافر باللہ بن حافظ

اسکو اپنے وزیر عباس بن تمیم کے بیٹے نصر کے ساتھ تعشق پیدا ہو گیا ایک لحظہ اوس کو جدا نہ کرتا تھا اور اوس کو ایک آباد قریہ عطا کیا ظرفاے مصر کی زبانوں پر یہ بات جاری ہوئی - کہ نصر کا مہر تو اس سے بھی زائد تھی - وزیر کو اس مطعونی سے غیرت آئی - اور اپنے گھر دعوت کے بہانے سے بلا کر مروا ڈالا - یہ واقعہ ۵۴۹ سنہ ہجری کا ہے - کچھ کم پانچ سال حکومت کی - ۲۱ سال کی عمر پائی -

ابوالقاسم عیسیٰ الملقب فائز بنصر اللہ بن ظافر

اہل فرنگ سے اسکے وقت مین بھی لڑائی رہی - بلاد غربی پر اہل فرنگ کا جو قبضہ

ہوچکا تھا وہ مستحکم ہوا۔ اور کچھ حصہ اوسنے اُسنے واپس بھی لے لیا صفر ۵۵۵ ہجری میں مرا پانچ سال حکومت کی اور بقولے چھ سال اور چند ماہ خلافت کی ۱۲ سال کی عمر پائی۔

ابو محمد عبد اللہ الملقب عاضد لدین اللہ بن یوسف بن حافظ

اسنے اپنے وزیر شاور کے ہاتھ سے تنگ آکر اتابک نور الدین سلطان موصل و دمشق سے مدد چاہی سلطان نے اپنی فوج شیرکوہ کے ساتھ روانہ کی وزیر نے اہل فرنگ سے مدد چاہی۔ شیرکوہ نے لشکر مصر و فرنگ دونوں کو شکست دی اور مصر پر قبضہ کرلیا اور جمعہ کے دن ۲ محرم ۵۶۷ ہجری کو عاضد کے انتقال کے بعد خلفائے بغداد کے نام خطبہ پڑہا

امام منتظر یعنی مہدی موعود و دجال

مہدی مغربی کے پیرو اس بات کے معتقد ہیں کہ مہدی آخر الزمان وہی ہے اور دلیل اس دعا پر یہ حدیث پیغمبر علیہ السلام کی بیان کرتے ہیں علی راس ثلثمائۃ تطلع الشمس من مغربہا۔ یعنی سنہ ۳۰۰ ہجری کے شروع میں آفتاب مغرب سے نکلیگا۔ اور کہتے ہیں کہ اس حدیث میں شمس سے کنایہ مہدی کی ذات سے ہے اور مغرب سے مراد ملک مغرب ہے۔ تاریخ گزیدہ میں مذکور ہے کہ اسماعیلیہ کا اعتقاد یہ ہے کہ دجال ابو یزید سے کنایہ ہے جسنے قایم پر خروج کیا تھا۔ اور ایک حدیث اس مضمون کی روایت کرتے ہیں کہ دجال مہدی قایم پر خروج کریگا۔ مگر اثنا عشری شیعہ کہہ سکتے ہیں کہ اوس حدیث میں شمس سے مراد محمد بن حسن عسکری ہیں۔ اور وہی صاحب الزمان اور مہدی موعود ہیں۔ کیونکہ وہ مہدی مغربی سے پہلے پیدا ہوئے تھے۔ اور اہل سنت کہتے ہیں کہ یہ حدیث موضوع ہے۔ اور یہ تاویل اونکی مخترعات میں سے ہے

مہدویہ مستعلویہ اور نزاریہ کی تفصیل

جو اسماعیلیہ مہدی مغربی کی امامت کو ماننے لگے۔ اور اوس کو محمد بن اسماعیل بن

جعفر صادق کی اولاد اور امام برحق جاننے لگے وہ مہدویہ کہلائے۔ مستنصر کے عہد تک مہدویہ کے عقاید ایک ہی چال ڈھال پر رہے۔ اور اسماعیل بن جعفر صادق سے لیکر مستنصر تک ہر ایک خلیفہ مصر و افریقہ کو امام منصوص مانتی رہی مستنصر کے بعد سے ان میں اختلاف واقع ہوگیا اور دو فرقے بن گئے وجہ اسکی یہ ہے کہ مستنصر نے اولاً اپنے بھائی نزار کی امامت کے لئے اپنے بعد نص کی پھر اپنے بیٹے مستعلی کی امامت کے لئے نص کردی ایک جماعت نے نص ثانی کو نص اول کا ناسخ قرار دیا اور مستعلی کو امام برحق جانا۔ یہ لوگ مستعلویہ کہلاتے ہیں۔ بوہرے اسی عقیدہ پر ہیں مستنصر کے بعد مستعلی ہی کو مصر کی حکومت ملی تھی۔ اور دوسری جماعت مستنصر کی نص اول کے موافق نزار کو جو مستنصر کے بعد حکومت و خلافت سے محروم رہا۔ بلکہ مستعلی کے حکم سے قید ہوکر وہیں مرا امام مانتے رہی۔ یہ لوگ نزاریہ مشہور ہوئے جو خوجے اسی طریق پر ہیں۔ حسن بن صباح حمیری جس کے ذکر بہت تفصیل کے ساتھ کتب تواریخ میں مذکور ہیں۔ اور مقامات حریری کے ابوزید سروجی کی نسبت جو کچھ لکھا گیا ہے یا داستان امیر حمزہ میں عمرو عیار کی نسبت جو کچھ کمالات عیاری بیان ہوئے ہیں ان حالات سے حسن صباح کے حالات زیادہ عجیب و غریب ہیں یہ شخص اپنی طمع اور ثروت اور شہرت کے لئے اس دوسرے گروہ کے مقالات کا معاون ہوگیا۔ اور نزار کی طرف سے دعوت شروع کی اور ایک لڑکے کو نزار کی اولاد میں قرار دیکر ہادی نام رکھا اور اسنے سنہ ۴۹۰ھ میں دھوکے سے قلعہ الموت پر جو سرزمین ایران میں ہے قبضہ کرلیا۔ اور وہاں اسکے پیرووں کو حشاشین کا لقب ملا۔ کیونکہ انکو حشیش[۱] یعنی بھنگ اوس موقع پر پلائی جاتی تھی۔ جب انکو متوالا بناکر کسی اہم کام کے لئے آمادہ کیا جاتا تھا۔ یہ لوگ فدائی بھی کہلاتے ہیں۔ اور حسن شیخ الجبل کہلانے لگا۔ یہ حسن مذہب نزاریہ اسماعیلیہ کا داعی تھا حسن کی انتہائی مذہبی بے ضابطگیوں اور عیاریوں اور بے قیدیوں کی وجہ سے یہ سارا فرقہ کتب تواریخ میں ملاحدہ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ سعدی نے گلستان میں لکھا ہے۔ عالمی معتبر را مناظرہ افتاد با یکے از ملاحدہ لعنہم اللہ علی حدہ

[۱] حشیشہ اسم اصطلاحی بھنگ ست ۱۲ محیط اعظم

انکا اعتقاد یہ ہی کہ امام کو اختیار ہی کہ تکالیف شرعی کو آدمیوں سے دور کر دے
معاد جسمانی کا انکار کرتے ہیں ۔ معاد روحانی کے قائل ہیں ۔ جنت و دوزخ کے منکر
ہیں کہتے ہیں کہ ہر شخص کے لیئے قیامت اسکی موت ہی ۔

عقائد اسماعیلیہ

اسماعیلیہ کہتے ہیں کہ امامت اسمٰعیل کی اولاد میں قیامت تک ہی رہیگی اور امام کے
بعد موت کے دنیا میں لوٹ آنے کے قائل ہیں ۔ اور کہتے ہیں کہ ایک جزو الٰہی ائمہ
میں حلول کیا ہے ۔ حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ اور دوسرے ائمہ
بطریق وجوب مستحق امامت ہیں جسطرح آدم علیہ السلام سجود ملائکہ کے مستحق تھے یہی
عقیدہ فاطمین کا اولاد مصر میں تھا اور اسماعیلیہ کا زعم یہ بھی ہی کہ اللہ تعالے قادر
مختار نہیں ہی ۔ وہ جب کسی چیز کو پسند کرتا ہی تو وہ اوسکے بے اختیار موجود ہو جاتی ہی
جیسے سورج سے شعاع بے اختیار نکلنے لگتی ہی ۔ اور نہ اللہ تعالے صاحب ارادہ ہی
بلکہ جو کچھہ اوس سے صادر ہوتا ہی وہ اوسکی ذات کو لازم ہی ۔ جیسے آگ کو گرمی ۔ اور
آفتاب کو روشنی ۔ اور اسماعیلیہ کے نزدیک ائمہ میں عصمت کا ہونا شرط ہی ۔ بعض اسماعیلیہ
کا یہ عقیدہ ہی کہ نصوص قرآن و حدیث کے لئے ظاہر و باطن ہی ۔ انکے ظاہری مضمون پر
عمل کرنا حرام ہے بلکہ اونکے باطن پر عمل کرنا فرض ہی ۔ اسیواسطے انکو باطنیہ بھی کہتے
تھے ۔ پس انکے نزدیک جو کچھہ قرآن و احادیث میں نماز و روزہ و زکوٰۃ و حج وغیرہ کا
ذکر ہے یہ سب چیزیں معانی لغوی پر محمول نہیں ۔ یعنی جو کچھہ انکے معانی لغت سے
سمجھے جاتے ہیں وہ شارع کی مراد نہیں ۔ یہ تمام شرائع اسلامیہ کی تاویل کرتے ہیں
ظاہر سے حرف اور شرع سے اپنے کے پھیرتے تھے ۔ مثلاً روزہ کا باطن یہ ہی کہ مذہب
کو مخفی رکھے ۔ اور حج کا باطن امام کے پاس پہنچنا ہے ۔ اور نماز کا باطن امام کی
فرمانبرداری ہی ۔ اسی طرح تمام باتوں کی تاویل کرتے ہیں ۔ اور کہتے ہیں کہ ہر ظاہر
کا باطن ہی اور وہ باطن اوس ظاہر کا مصدر ہی ۔ اور وہ ظاہر اوس باطن کا
مظہر ہی اور کوئی ظاہر نہیں جس کا باطن نہو ۔ ورنہ فی الحقیقت کچھہ بھی نہیں اور نہ
کوئی باطن ہے جس کا ظاہر ہو ورنہ وہ خیالی ہی اللہ نے عالم ظاہر و باطن پیدا کیا

ہین عالم باطن عالم ارواح و نفوس و عقول ہین اور عالم ظاہر عالم اجسام علوی و سفلی
و اعراض ہین امام عالم باطن کا حاکم ہوتا ہی کسی کو بغیر اوس کی تعلیم کے عالم بالا تک
رسائی نہین اور نبی عالم ظاہر اور شریعت کا حاکم ہوتا ہی جسکی طرف لوگ محتاج ہوتے
ہین اور یہ کام سوا نبی کے تمام نہین ہوتا اور شریعت کا ایک ظاہر ہوتا ہی جسکو
تنزیل کہتے ہین - اور ایک باطن ہوتا ہی جسے تاویل کہتے ہین اور زمانہ نبی یا شریعت
سے خالی نہین ہوتا اسی طرح امام سے یا اوسکی دعوت سے خالی نہین ہوتا اور دعوت
کبھی مخفی ہوتی ہی اگرچہ امام ظاہر ہو اور کبھی دعوت ظاہر ہوتی ہی اگرچہ امام مخفی ہو
جسطرح نبی کو معجزہ قولی و فعلی سے جانتے ہین - اسیطرح امام کو دعوت اور دعوی
سے جانتے ہین اور اللہ کو بغیر امام کے نہین پہچان سکتے - اور امام کا ہر زمانے
مین موجود ہونا ضروری ہی ظاہر ہو یا مستور جسطرح کوئی وقت روشنی روز یا تاریکی
شب سے خالی نہین ہوتا - مہدویہ مین سے بعض کا قول یہ ہی کہ امام حکومت و ولایت
کے وقت گناہون سے معصوم ہوتا ہی نہ قبل اسکے - اور بعض کہتے ہین کہ اسکے قبل
بھی معصوم ہوتا ہے اور یہ کہتے ہین کہ امام کا حکم ایماندار مرد و عورت پر لازم الاتباع
ہے اگرچہ مرضی کے خلاف ہو پس اگر امام کسی عورت کا عقد کسی مرد کے ساتھ
کردے تو یہ عقد دونو پر لازم ہو جاتا ہے اور فسخ نہین کر سکتے اسی طرح اور تمام
معاملات بیع و اجارہ مین امام کا حکم نافذ ہی - اور یہ بھی عقیدہ رکھتے ہین کہ امام
کو خدا سے لقا کے ساتھ مانند حضرت موسی کے ہمکلام ہونا چاہیے حاکم
بامر اللہ خلیفہ مصر کو اس باب مین بڑے بڑے دعوے تھے اور اکثر کوہ طور
پر جاتا اور لوگو نپر ظاہر کرتا کہ مجھسے خدا نے کلام کیا ہے - اور مہدویہ کی نزدیک
امام کے واسطے علم غیب کا ہونا ضروری ہی اور انکا اعتقاد یہ ہی کہ لفظ علی جو بر اور
اوپر کا ترجمہ ہی درود مین آل پر داخل کرنا یعنی یون کہنا حرام ہی اللھم صل علی
محمد و علی آل محمد بلکہ یون کہنا چاہیے اللھم صل علی محمد و آل محمد اور اسکی
حرمت کے استدلال مین یہ حدیث موضوع بیان کرتے ہین من فصل بینی و بین
آلی بعلی لم ینل شفاعتی یعنی جسنے مجھہ مین اور میری آل مین لفظ علی کے ساتھ
فاصلہ دیا وہ میری شفاعت سے محروم ہی - امامان مہدویہ اگرچہ باطنیہ تھے

مگر تالیف قلوب رعایا کے لئے بظاہر احکام شرع کی پابندی کرتے تھے اور در پردہ اپنے عقائد کے جاری کرنے میں برابر مصروف تھے اور اپنے منتخب دوستوں کو لطور باطنیہ کے بھی تعلیم دیا کرتے تھے۔

ایمہ یعنی خلفائے مصر کے خوارق

خلفائے مصر کی نسبت وہ وہ خوارق عادات ثابت کئے جاتے ہیں جنکو منکر عقل دنگ ہوتی ہے۔ چنانچہ سیفی نے مجالس سیفیہ کی مجلس سوم میں آمر کا ایک معجزہ لکھا ہے جو ناظرین کی دلچسپی سے خالی نہوگا کہا ہے کہ آمر کا وزیر افضل ابن بدر اپنے دین میں مذبذب تھا ایک شخص جو جادوگری سے ماہر افضل کے پاس بیٹھا تھا اور ایک خوان بغیر اوٹھانے والے کے خود بخود اوٹھا چلا آتا تھا لوگ تعجب کرتے تھے۔ یہ خبر آمر کو پہونچی۔ افضل کو حکم دیکر اوسے بلایا۔ آمر کے سامنے بھی اوسنے یہی شعبدہ دکھایا۔ پردے پر ایک شیر کی تصویر تھی۔ آمر نے اوس تصویر کو حکم دیا مجسم شیر بنکر ساحر کو کھا گیا۔ افضل شرمندہ ہوا۔

اسماعیلیہ کے مذہبی مناصب و مدارج و مراتب

شرح مواقف میں مذکور ہے کہ اس فرقے کا یہ عقیدہ ہے کہ ہر عصر میں واسطے ہدایت لوگوں کے سات آدمیوں کا ہونا ضرور ہے (۱) **امام** کہ جانب غیب سے اوسکو علم اور احکام بواسطہ پہنچتے ہیں۔ اور سلسلہ علوم کی انتہا اوسی کی ذات ہوتی ہے (۲) **حجت** کہ امام سے حاصل کرکے دوسرے آدمیوں تک پہنچاتا ہے (۳) **ذومصہ** یہ حجت سے علم حاصل کرتا ہے (۴) **داعی اکبر** یہ مومنوں کے درجات کو بڑھاتا ہے اور امام اور حجت کے نزدیک اونکی ترقی دیتا ہے (۵) **داعی ماذون** یہ طالبین سے عہد و پیمان لیکر امام کی بیعت میں داخل کرتا ہے اور لوگوں کو علم و معرفت سکھاتا ہے۔ (۶) **مکلب** یہ شخص اگرچہ بڑے درجے کا آدمی ہوتا ہے لیکن اسکو دعوت کا اذن نہیں ہوتا۔ اس کا صرف یہی کام ہے کہ مخبر مذہب والے کے

عقائد مین حجت اور دلیل کے ساتھ شبہات ڈالدی اور اوس کے احتمالات کا
جواب دے اور جب وہ متحیر ہوکر طلب حق کی درخواست کرے تو یہ داعی ماذون
کو بتا دیتا ہے کہ اوس آدمی کے پاس جاؤ اوس سے یہ مقصد بخوبی حاصل
ہوجائے گا پھر داعی ماذون اوس سے عہد پیمان لیکر ذومصہ کے حوالے
کردیتا ہے۔ اگر طالب کی استعداد ذومصہ کے مبلغ علم سے بڑہکر ہوتی ہے
تو وہ حجت کے پاس پہنچا دیتا ہی۔ اسی طرح حجت امام کے پاس اگر موجود ہو۔

(۷) **مومن** یادرکہو شیعہ کے ہر فرقے مین **داعی** لوگ ہوتے ہین۔ کہ
اوس مذہب کیطرف اشخاص کو علم یا مال یا زبان یا ہتھیار کے ذریعہ سے بلاتی
ہین انکو اصطلاح مین **دُعاۃ** کہتے ہین جو داعی کی جمع ہے۔ اور جو آدمی
امام مخفی اور اوس کے شیعہ کے درمیان مین سفارت کرتا ہے اوسی **باب**
کہتے ہین۔

بوہرہ کی وجہ تسمیہ

یہ ایک اسماعیلی المذہب قوم ہی۔ ابجد العلوم اور سبحۃ المرجان مین لکہا ہی کہ بیوہار
ہندوستانی زبان مین تجارت کو کہتے ہین۔ اور بوہرے کے معنے تاجر ہین اور بوہرے
تجار کے معنی مین اس لفظ کی جمع ہی۔ چونکہ یہ ساری قوم تجارت پیشہ ہے اسلئے بوہرہ
کہلاتی ہی۔ اور اسی وجہ سے یہ لوگ مرفہ حالی کے ساتھ رہتے ہین اور اس مالا کی
ترجمہ گجراتی مین بوہرونکے حالات مین لکہا ہے۔ چونکہ ان نومسلمون نے عربستان
کے ساتھ بیوہار جاری کیا جس سے وہ بیوہارئے یعنی بوہرے کہلائے۔

بوہرون کا حسب ونسب

کتب تواریخ وغیرہ مین لکہا ہی کہ جب سلطان صلاح الدین مصر کا بادشاہ ہوا تو سارے
لوگون کو التزام عقائد اشاعرۃ[1] پر آمادہ کیا۔ اور تغیر مذہب اسماعیلیہ مہدویہ
و ازالہ تشیع مین کوشش کرنی شروع کی اور سارے قضاۃ شیعہ کو مصر سے

۱؎ اشاعرہ اہل سنت کی ایک شاخ ہے اور وہ شافعیہ ہین ۱۲

نکالدیا یہانتک کہ مذہب اسماعیلیہ سرزمین مصر سے جاتا رہا۔ اکثر مردم اسماعیلیہ اپنے داعی سلہ کے ساتھ ملک مصر اور مغرب سے نکلکر جنید سے یمن مین رہ گئے۔ جوکہ وہان شہر حراز مین قدیم سے انکا داعی موجود تھا اس لئے ہندوستان کو چلے آئے۔ اب گجرات۔ دکن۔ مالوہ۔ کوکن۔ راجپوتانہ مین بوہرے کے نام سے مشہور ہین۔ قاضی نور اللہ شوستری اثنا عشری جو سنہ ١٠١٩ ہجری مین عہد جہانگیر مین بوجہ تصنیف کتاب مجالس المومنین کے دُرّہ خاردار سے ستر برس کی عمر مین بحکم بادشاہ اتنے پٹوائے گئے کہ آخر دم نکل گیا۔ مجالس المومنین کی جلد اول مین لکھتے ہین کہ اس زمانے سے تخمیناً تین سو برس قبل ایک فاضل ملا علی نامی کی ہدایت سے جسکی قبر کھنبایت مین ہے بوہرے مسلمان ہوئے ہین۔ انگریزی بعض کتب تواریخ مین بھی یہی لکھا ہے کہ بوہرے اصل مین ہندو تھے۔ اس کی تصریح کتاب گجرات اینڈ گجراتی مولفہ بہرامجی ملباری کے صفحہ ١٥٢ مطبوعہ لندن سنہ ١٨٨٢ء مین ہے۔ اور مرآت احمدی کے ترجمہ انگریزی کے صفحہ ٢٨٩ کے نوٹ مین مندرج ہے کہ بوہرے دراصل ہندو تھے اور کسی قدر ہندوؤن کے رسم و رواج و عقیدے پر ابتک وہ چلتے ہین۔ راس مالا کے ترجمہ گجراتی کی جلد اول کے صفحہ ١٥٠ مین لکھا ہے کہ کھنبات لوگ کہتے ہین کہ احمد شاہ نے برہمنون اور مہاجنون کو مسلمان کیا تہا وہ بوہرے بن گئے۔ اور پریچنگ آف اسلام مولفہ آرنلڈ کے صفحہ ٢٧٥ مین لکھا ہے کہ محمود بگڑا کے عہد مین جسکی حکومت سنہ ١٤٥٩ء سے سنہ ١٥١١ء تک گجرات مین رہی ہے بوہرون کی جماعت اسلام لائی ہے اور یہ گیارہوین صدی اور چودھوین صدی مین غالباً مسلمان ہوئے ہونگے کیونکہ شمالی گجرات کے ہندو راجہ انہل واڑہ والے شیعہ واعظون کے ساتھ اچھا سلوک کرتے تھے اور غالباً کسی نسل مین وہان اسلام پھیلا ہوگا۔ الیٹ صاحب نے تاریخ ہندوستان کی پہلی جلد مین الادریسی سے ترجمہ کیا ہے کہ شہر نہروالہ یعنی انہل واڑہ مین بہت سے مسلمان بیوپاری آتے جاتے ہین۔ اور وہان کا راجہ اور اوس کا نائب انکی عزت کرتے ہین۔ اور وہان انکی پوری حفاظت

سلہ دیکھو قلائد الجواہر فی احوال البواہر ١٢

کی جاتی ہے الاّ ذریسی کا مؤلف ابو عبداللہ ہے جو گیارہوین صدی عیسوی مین پیدا ہوا تھا۔
سائکلوپیڈیا آف انڈیا کی جلد اول کے صفحہ ۳۰۰ مین لکھا ہے کہ ولسن صاحب تحریر کرتے ہین کہ بوہرون کی بنیاد گجرات مین ہوئی ہے۔ اور ایسا پایا جاتا ہے کہ وہ بانسر ہندوون کو مسلمان بنالیا گیا ہے۔ مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ سندہ کیطرف سے آئے ہوئے ہین۔ ایک فاضل بوہرے جسکا نام عبدالعلی سیف الدین اور سیفی تخلص ہے۔ اور بوہرون کے دُعاۃ مین سے ہے ایک کتاب زبان عربی مین بنائی ہے۔ اوسکا نام مجالس سیفیہ ہے۔ اور اوسنے بتعداد ۱۲۳۲ ہجری کو یہ کتاب تمام ہوئی ہے۔ اوس سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ بوہرے ہندو سے مسلمان ہوئے ہین۔

راجہ سدھراج والی گجرات اور اوسکے وزیر بہارمل اور دوسرے ہندوون کا اوس عبداللہ کے ہاتھ پر مسلمان ہونا جو مستنصر کے حکم سے ہندوستان مین اشاعت اسلام کے لئے آیا تھا

مجالس سیفیہ کی نوین مجلس مین لکھا ہے کہ شیخ آدم صفی الدین بن زکی الدین سے کہا ہے کہ مستنصر باللہ نے اپنے پاس مصر کے دو آدمی بلائے اون مین سے ایک کا نام عبداللہ۔ اور دوسرے کا نام احمد تھا۔ اور اونکو دعیان مین کے پاس بھیجا اور حکم دیا کہ ان دونون کو ہندوستان کیطرف روانہ کردیا جائے حسب الحکم وہ دونون یمن سے چلکر ہند مین آئے اور شہر کھمبایت کے ساحل پر اوترے یہان کا راجہ ایک راجپوت تھا جس کا نام سدھ راج جے سنگھ تھا تمام ملک گجرات اوسی کے زیر نگین تھا۔ اور دارالحکومت اوس کا شہر پاٹن مین تھا۔ دیادر کھو کہ لفظ سدھ راج مین سین مکسور ہے۔ اور سدھ راج بھی صحیح ہے۔ بلکہ متعارف

سدھ راج ہی ہے - اور سین کے ضمّہ کے ساتھ جو مشہور ہے یہ غلط ہے - سدھ سین کے کسرہ سے کراماتی کو کہتے ہین - اور سدھ راج کے معنی اہل کرامات کا سردار اور پیشوا ہین - اس راجہ کا نام جے سنگھ اور سدھ راج اوس کا لقب تھا کیونکہ بڑا مذہبی آدمی تھا - اس راجہ کی حکومت کا زمانہ سمت ۱۱۵۰ بکرمی مطابق ۱۰۹۴ء موافق ۴۸۸ہجری سے سمت ۱۱۹۹ بکرمی مطابق ۱۱۴۳ء موافق ۵۳۷ ہجری تک ہے سمت ۱۱۹۹ بکرمی مین کمارپال اوس کا ایک رشتہ دار اوسکی جگہ مسند نشین ہوا۔

سدھ راؤ کے وزیر کا نام بھارل تھا اور وہ بھی راجپوت تھا اور عقیل و مدبر آدمی تھا - تمام ملک کی عنان حکومت اوسکے قبضۂ اقتدار مین تھی اور بڑے استقلال سے کام چلاتا تھا - سدھ راج جے سنگھ نہایت متعصب تھا - مسلمانوں سے دلی بغض رکھتا تھا جو مسلمان اوسکے ہاتھ لگتا اوس کو قتل کرا دیتا - اسلام کا سخت دشمن تھا - اور بتوں کی بڑی عقیدت کے ساتھ پرستش کرتا تھا - بہرصورت شیخ عبداللہ یمن سے زبان ہندی سیکھ کر آئے تھے - اور کھنبایت کے ساحل پر اوترے اور اون کو اپنی جان کا بہت اندیشہ تھا خوف و رجا کی حالت مین رہنے اور ساحل کے باغون مین چھپتے ہے - ایک روز کھیتون کی طرف اون کا گذر ہوا - ایک آدمی مع اپنی جورو کے کام کر رہا تھا - عبداللہ اوس کے پاس گئے - اور پانی دریافت کیا تا کہ پیوین - جواب دیا کہ پانی تو اس کنوین مین تھا - لیکن چند روز ہوئے ہے کہ ہم اوس سے محروم ہوگئے ہین - اور وہ نیچے اوتر گیا اور خشک ہوگیا ہے - عبداللہ نے کہا کہ مجھے دکھادو وہ کنواں کہاں ہے - اون دونون نے کہا کنواں دیکھ کے کیا کروگے کیا تم اوس مین پھر پانی نکال لاسکتے ہو - عبداللہ نے جواب دیا نہین بلکہ اللہ ہر شئے پر قادر ہے اور جو چاہے کرے اوس کا حکم کیا ہوا پھر نہین ہوسکتا ہے - پھر عبداللہ نے اون دونون سے کہا کہ اگر خدا تعالے اسوقت اس کنوین کے پانی سے ہم پر اپنا احسان کرے تو اوسوقت تم دونون میرے ہاتھ سے مسلمان ہوجاؤگے اور میرے رب پر ایمان لاؤگے دونون بولے ہان جو تم کہتے ہو اگر اللہ کرے تو ہم وہی کرینگے جو تم کہوگے - پس عبداللہ

کنوین مین اوترے۔ اور اوسکی تھاہ مین ایک نیزہ جو اونکی ہاتھ مین تھا گاڑ دیا
پانی کا سوت جاری ہوگیا۔ اور عبد اللہ باہر نکل آئے۔ اور پانی کنوین سے
اوبلنے لگا یہانتک کہ بھر گیا۔ اور وہ دونون عورت و مرد یہ حال دیکھ کر
مسلمان ہوگئے اور ایمان لائے۔ اور عبد اللہ نے جو کچھہ اُنسے کہا۔ قبول کیا
مرد کا نام کاکا کیلا اور عورت کا نام کاکی کیلی تھا۔ عبد اللہ ان دونون کے
پاس ٹھیر گئے رہے دونون اونکی خدمت و حفاظت کرتے تھے یہانتک
کہ اُنسے محبت پیدا ہوگئی اور دونون سے عبد اللہ نے زبان ہندی کی تکمیل
و ترقی کی بعد اسکے اون دونون سے ظاہر کیا کہ مین اسلئے بھیجا گیا ہون کہ ہند
مین اسلام ظاہر کرون اور اہل ہند کو ایمان کیطرف دعوت کرون اور اُون سے
اس بارے مین مشورہ کیا۔ دونون نے جواب دیا یہ جو تم چاہتے ہو اوسوقت
تمھین ممکن ہوگا کہ جب کوئی ایک شخص ہند کے راجاؤن اور رائیون مین سے
مسلمان ہوجاوے۔ اور اس ملک مین تمھاری کوشش کا اوس وقت نفع ظاہر ہوگا
کہ جب راجہ کا وزیر بھارمل قابو مین آجاوے۔ اور بھارمل بڑے بتکے پوجاری سے
سے ایک شخص کے ساتھ بہت عقیدت رکھتا ہے اور اوسکی بزرگی کا معترف
ہے۔ اور بچپن سے ہر مہینے مین ایکمرتبہ اوسکی قدمبوسی کے لیے جایا کرتا ہے
اور اوس کے حکم سے سرمو اختلاف نہین کرتا بہت مانتا ہے اوسکی رائے پر
چلتا ہے۔ پس اگر تم اوس پوجاری کے پاس پہونچ جاؤ اور وہ تمہارے ہاتھ
پر ایمان لے آئے تو جو کچھہ تم چاہو گے اوس کا ظہور ممکن ہوگا۔ عبد اللہ اس
مشورے کے موجب روانہ ہوئے اور شہر کھنبایت مین پہونچے اور وہان مورت
کے مندر تک چلے گئے جہان وہ پوجاری رہتا تھا وہ لڑکون کو پڑھاتا تھا اور
گلوگو (कु) کھلو (ख) کرکے حرف بتاتا تھا شیخ صاحب سنکر کہنے لگے
پنڈت جی ہنسنے لگے کہ پنڈت جی ایک عجیب بات تمہاری تعلیم مین دیکھی کہ تم سکھاتے
تو ایک حرف ہو اور بولتے ہو چار حروف پنڈت انکی بات سنکر متعجب ہوا اور بھید اسکا
دریافت کرنے لگا۔ اونھون نے خلوت کا اشارہ کیا۔ پس خلوت مین جاکر
اوسکے ساتھ بات چیت کی کہ جس سے اوس کا دل اپنی طرف کھینچ لیا۔ اور جبکہ

وہ انکی طرف مائل ہوگیا اور گڑگڑا کر گفتگو کرنے لگا اوس کو رازہای حقانی سے مطلع
کیا اور یہ کہا کہ تم ہندی مین لکھتے ہو ایک حرف ک (क) اور پڑہتے ہو چار
حروف کلکو وہ تین کاف ہین اور بعد اونکے واو پس انمین پہلے دونون کاف ہر دو
اصل روحانی کی مثال ہین اور دونون ایک جنس سے ہین - اور تیسرا کاف
اور واو ہر دو اصل جسمانی کی مثال ہین اور دونون کے درمیانمین ایک جہت سے
فاصلہ ہے اور ہرایک ہر دو اصل مین سے ایک متحرک ہی اور دوسرا ساکن اور
وہ دلیل اس بات کی ہی کہ ایک دونون مین سے مفید اور دوسرا مستفید ہے
اسی قسم کی باتین ہوتی رہین - یہانتک کہ پنڈت عبد اللہ کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا
اور ایمان لایا پھر عبد اللہ اوسکے پاس ٹھیرے رہے اور اوسکی تعلیم و تادیب
و تہذیب مین سرگرم رہے اور سمجہاتے رہے کہ بھارمل کو اس راہ پر لے آوے
اور وہ پوجاری عبد اللہ کی راے پر عمل کرتا رہا - جب بھارمل اوس کے پاس
آتا تخلیے مین باتین کرتا - بتونکی نقص اور اونکی عبادت کے عیوب اوس کے سامنے
بیان کرتا - جب اوس کے کلام نے اثر کیا بھارمل دین اسلام کی تعظیم و تکریم کرنے
لگا - وہ ہمیشہ شرف اسلام بیان کرتا تھا - پس بھارمل وزیر اوسکی مراد و دلیل
جانب اسلام سمجھ گیا اور کہنے لگا کہ آپ صاف صاف بیان کیجئے کہ اگر آپ نے
اپنا دین قدیم ترک کیا ہی اور اوس کے سوا اور دین اختیار کیا ہے تو مین بھی
آپکے ساتھ ہون جس دین پر آپ ہین جبکہ بزرگی اوسکی آپنے پہچانی - بھارمل کے
سامنے اوس پنڈت نے اپنا حال بیان کیا اور عبد اللہ کا اظہار کیا یہانتک کہ بھارمل
داخل اسلام ہوا اور اوس سے عہد لیا - پھر بھارمل مومن مخلص ہو گیا - اور ایمان پوشیدہ
رکھتا تھا اور چھپ کر نماز پڑہتا تھا - اور راہ سے کھنبایت آتا جاتا رہتا تھا - اور
پنڈت کے پاس ٹھہر کر عبد اللہ سے خفیہ اداب دین اسلام اور اخلاق ایمان اور
علوم آئمہ آل محمد علیہم السلام سیکھا کرتا تھا رفتہ رفتہ اوس کے دین اسلام مین
آجانے کے حال سے اوس کا ایک خدمتگار واقف ہو گیا اور سدھ راو جی
سنگھ سے یہ سارا حال بیان کر دیا - راجہ نے کہا کہ اگر مین اوس کو اپنی آنکھ سے
نماز پڑہتا ہوا دیکھ لون تو جیسا کہ اور لوگون کے ساتھ کیا جاتا ہے اوسکو ویسی ہی

سزا دوں بہر حال سد عقل جو ایسے وقت مین راجہ کو لائے کہ بھارل نماز پڑھ رہا تھا
بھارل نے جب یہ بات سنی کہ راجہ یہاں آیا ہی اوٹھ کھڑا ہوا۔ اور سلام کیا
راجہ نے کہا اسے بھارل یہ جو تم کر رہے تھے بڑی بات ہی۔ وزیر نے عرض کیا
کہ یہ جو کام مین کر رہا تھا کوئی ایسی چیز نہین ہی جو میرے مخالف حضور سے عرض کیا گیا
ہے۔ بلکہ مینے اسوقت ایک سانپ دیکھا تھا کہ نکلکر اس صندوق کے تلے چلا گیا۔
جو یہ میرے پاس رکھا ہوا ہی۔ بس مین کھڑا ہوا اوسی ڈھونڈھ رہا تھا پھر جھک کر دیکھنے
لگا تو بھی نہین پایا پھر مین زمین پر سر نکالکر دیکھتا تھا کہ شاید نظر آجاے راجہ نے
اوس صندوق کے پیچھے سانپ کو ڈھونڈھنے کا حکم دیا۔ یکایک اوسکے نیچے سے
ایک سانپ بل کھاتا ہوا نکل آیا راجہ نے بھارل کی بات کو سچ جانا اور چغلخور جھوٹے
ٹھیرے اور بھارل کی آبرو خدا نے بچائی۔ اور اوس پر وثوق زیادہ ہو گیا۔
اوس مندر مین ایک لوہے کا ہاتھی تھا معلق بلا کسی تعلق کے سطح سے اور جو
بت کے بعد اوس کی تعظیم و تکریم کیجاتی تھی۔ اور راجہ سدھراو جے سنگھ ہر سال
ایکمرتبہ کھنبایت مین زیارت کے لیئے آکر بت کی پوجا کرتا تھا۔ جو جو قربانیاں
ممکن ہوتی تھین چڑھاتا تھا اس سال جبکہ راجہ کھنبایت مین آیا اور یہ ارادہ کیا کہ
صبح کے وقت بت کی زیارت کے لیئے مندر مین جاے عبداللہ نے پوجاری سے
کہا کہ راجہ سے جا کر کہو کہ شب کو ہاتھی نے مجھسے خواب مین بیان کیا کہ مدت دراز سے
معلق ہون بغیر سہارے کھڑے کھڑے اوکتا گیا ہون۔ اب مین چاہتا ہون کہ
ایک پاؤن زمین پر ٹیک دوں۔ یہ بات سنکر راجہ اور اوس کے ساتھی متحیر ہوئے
جب رات ہوئی تو عبداللہ اوٹھکر ہاتھی کے پاس گیا اور بغور دیکھا تو وہ ہوا مین
معلق پایا گیا۔ اور اوس کے چاروں طرف ہر سطح مین سنگ مقناطیس مرصع جڑا ہوا
تھا۔ اور ہر سنگ اپنی طرف کھینچے ہوئے تھا۔ بس ایک پتھر جو ایک پاؤن کے مقابل
تھا اوکھیڑ لیا۔ ہاتھی نے ایک پاؤن زمین پر ٹیک دیا۔ جب صبح ہوئی یہ خبر لوگون مین
منتشر ہوئی اور ہجوم عام ہوا راجہ نے سنا تو حیرت و غم مین گرفتار ہوا پھر کئی روز کی
کے بعد عبداللہ نے پوجاری سے کہا کہ پھر جاؤ اور راجہ سے کہو کہ ہاتھی چاہتا
ہے کہ دوسرا پاؤن بھی زمین پر ٹیکے اور ویسا ہی کیا جیسا کہ پہلے کیا تھا۔

چند روز مین چارون طرف سے پتھر اوکھیڑ ڈالے - یہانتک کہ وہ ہاتھی چارون پاؤن
سے زمین پر آرہا اور راجہ کو نہایت غم والم اور حیرت دامنگیر ہوئی بعض آدمیون
نے راجہ کو خبر دی کہ پوجاری نے اپنا دین ایک عرب مسلمان کے لئے جو چند
روز سے اوس کے پاس ٹھیرا ہے تبدیل کر ڈالا ہے - عرب اور پنڈت دونون
نے یہ کچھہ کرتب کیا ہے - راجہ سنکر پوجاری اور عبداللہ پر نہایت خشمگین ہوا -
اور گرفتار کرنے کے لئے سپاہی بھیجے - اوس وقت عبداللہ ظاہر ہوے اور
مندر کی سیڑہیون پر چڑہکر بیٹھے اور کچھہ آیات اور اوراد عبات حرز پڑہتے رہے جب
لشکری اونکے قریب پہونچگئے تو پھر آگے نہ بڑھ سکے - سپاہی اونکی طرف دیکھتے تھے
اور بڑھ نہ سکتے تھے بلکہ بھاگتے تھے - جب یہ خبر راجہ کو پہونچی تو خود لشکر عظیم
لیکر چلا - جب اتنے قریب ہوگیا کہ شیخ عبداللہ اچھی طرح نظر آتے تھے تو پاؤن
اوسکے خم ہوگئے - اور اون مین آگ بھڑک اوٹھی - راجہ نے اس حالت سے فریاد
کی اور توبہ کرکے عہد کیا کہ مین تمھارے دین مین داخل ہوتا ہون - عبداللہ نے
اوسپر نظر رحمت کی تو گویا راجہ اور اوس کے ساتھی زنجیرون سے آزاد ہوگئے
اب راجہ شیخ صاحب کے پاس آیا اور اونکا حال پوچھنے لگا - عبداللہ نے
کہا کہ اے راجہ اگر یہ بت جسکی تم پوجا کرتے تھے میرے سامنے ذلیل ہوکر
میری خدمت کرنے لگے تو تم اسلام لاکر میرے دین مین داخل ہو جاؤگے -
جواب دیا جو کچھہ تم کہتے ہو کر دکھاؤ گے تو ایسا کرونگا - عبداللہ نے کہا واللہ علی
ما نقول وکیل (جو کچھہ ہم کہتے ہین خدا اوس کا مختار ہے) اور بت کیطرف دیکھ کر فرمایا
او ملعون اوٹھ اور میرا ڈول لیکر جا تالاب سے پانی بھر لا - اور جلد لوٹ آ - پس
یک بیک بحکم خدا وہ بت کھڑا ہوا - اور جواب دیا لبیک وسعدیک اور ڈول
لیکر تالاب پر گیا - اور اوس مین تمام پانی جسقدر تالاب مین تھا بھر لیا - اور تالاب
کو خالی چھوڑ دیا کہ مچھلیان اور دوسرے جانور تڑپنے لگے اور ڈول بھر کر عبداللہ
کے پاس لاکر رکھ دیا - لوگون نے شور وغل مچایا کہ جاندار بغیر پانی کے
فنا ہو جائینگے - اور عرض کرنے لگے کہ آدمیون اور جانورون پر لطف فرماکر
بت کو حکم دیجئے کہ پانی پھر تالاب مین چھوڑدے - چنانچہ اونھون نے حکم دیا

بت نے پانی ڈالدیا - اور تالاب بدستور بھر گیا شیخ عبداللہ کی یہ کرامات دیکھکر بہت سے ہندو مسلمان ہوگئے - جسقدر برہمن مسلمان ہوے اونکی زنار ایک من سے زیادہ وزن مین تھی - شاید من سے یہان مراد ہندوستان کا اصطلاحی من ہوگا جو چالیس سیر کا وزن ہے بلکہ وہ من مراد ہوگا جسکی مقدار بہت ہی ہلکی ہے چنانچہ مطلق من کے لفظ سے اطبا دو رطل عراقی مراد لیتے ہین کہ ۵۶ تولہ ۹ ماشہ بھر کا ہوتا ہے - من کی ایک سو ساٹھ مثقال من رومی ڈیڑھ سو مثقال من مصری و الطائیفی ایک سو بیس مثقال - من اسکندرانی دو سو چھبیس مثقال من تبریزی ایک سو پینتھ یا ایک ہزار ہی مثقال - من تبریزی چھ سو مثقال یعنی دو سو تولہ - من شاہی بارہ سو مثقال یعنی چار سو تولہ بھر کا ہے - نام حق کا منظر ہے ؎

دروضو کن بہ یمین استنجا ٭ زیر بردست و روے تمن را

اس کارروائی کے بعد شیخ عبداللہ پاٹن کو گئے - اور وہان بھی بہت آدمی مسلمان ہوئے اور سیدہ پور کے بھی بہت سے آدمی مسلمان ہوئے بعد ازاں شیخ عبداللہ نے بھارمل کے بیٹے یعقوب کو علم دین سکھایا - اور موت کے وقت اوسکو اپنا جانشین کیا - یعقوب ہند کے داعی رہے - پھر یعقوب نے اپنے چچا تارمل (تاے فوقانی کے ساتھ) کے بیٹے فخرالدین کو واگر (باگر) مین جو ڈونگر پور کا ملک ہے اور راجپوتانے مین واقع ہے بھیجا اور وہان اسلام قایم ہوا - اور فخرالدین کفار کے ہاتھ سے واگر مین مقتول ہوکر موضع گلیا کوٹ (کواو مجہول کے ساتھ) مین مدفون ہوئے - اونکی قبر لوہر مومنین زیارت گاہ عام ہے یعقوب نے داعیان یمن کے اذن سے ہندوستان مین کار دعوت انجام دیا - اور وفات کے وقت اپنے بیٹے اسحاق کو اپنا جانشین کیا - اسحاق نے اپنے بیٹے علی کو اپنا قایم مقام بنایا - علی بن اسحاق نے (۱) ملا آدم (۲) پیر حسن (۳) اپنے فرزند داود کو علم و ادب سکھا کر ملا آدم کو احمد آباد پیر حسن کو سپہ پورہ بھیجا اور داود کو اپنے پاس پاٹن مین رکھا اور وفات کے وقت پیر حسن کو اپنا جانشین کیا اور پیر حسن مقتول ہونے کے وقت اپنا جانشین ملا آدم کو کر گئے - پھر ملا آدم نے

اپنے بیٹے ملا حسن کو اپنا جانشین کیا۔ ملا حسن نے اپنے فرزند ملا راج کو اور ملا راج نے اپنے بیٹے ملا جعفر کو اپنا قایم مقام بنایا یہانتک داعیان گجرات داعیان یمن کے تابع رہے ملا جعفر کے زمانے مین اُن کی دعوت عظمی کا رتبہ منتقل ہوکر یمن داعی یوسف پر آگیا اور داعی ملا جعفر داعی یوسف کے مطیع ہوئے

کتب تواریخ سے مجالس سیفیہ کی حکایت صدر کا مقابلہ

ایشیاٹک سوسایٹی بنگال کے جرنل جلد ۳ کے صفحہ ۶۶۲ سے بوہرون کی ابتدا کے حالات راس مالا کے گجراتی ترجمے کے صفحہ ۱۵۸ مین اسطرح نقل کیے ہین کہ یعقوب نامی ایک آدمی اپنے گھر کی فساد کی وجہہ سے اپنا ملک چھوڑکر سنہ ۴۶۳ ہجری مطابق سنہ ۱۰۶۷ء مین مصر سے کھنبایت کو آیا۔ اوس کے مذہب والو نمین سے ہندوستان مین پہلا قدم رکھنے والا وہی آدمی تھا۔ اوسوقت مین اوس مذہب کا سب سے بڑا ملا (جو کئی برس سے یمن مین رہتا تھا) ظہری (ذویب) بن موسے نامی تھا مصر مین خلیفہ مستنصر باللہ کا عمل تھا اور سدراس سنگھ (سدھراج جے سنگھ) ہندوستان مین پیران پٹن کا راجہ تہا۔ بہت سے ایسے ثبوت مل سکتے ہین جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مستنصر سنہ ۴۸۷ ہجری مین مرچکا تھا۔ اور اوس کا پوتا حافظ گیارہوان خلیفہ جسنے سنہ ۵۲۴ ہجری سے سنہ ۵۴۴ ہجری تک حکومت کی حکمران تھا اس وقت کے بارے مین گجرات کی تواریخ کا سلسلہ گو گڑبڑ سے بھرا ہوا ہی تاہم اوپر کے وقت کے ساتھ ملتا ہوا ہی۔ کیونکہ سدھ راج جے سنگھ کہ جس نام سے بگڑا ہوا لفظ سدراس بنا ہوا معلوم ہوتا ہے سنہ ۱۰۹۴ء مین انہل واڑے پاٹن کا راجہ تھا۔ اس کے بیان کے بعد راس مالا مین اس قصے کو اسطرح پورا کیا ہی ایسا معلوم ہوتا ہی کہ یعقوب کھمبایت مین آکر ایک مالی کے شامل رہا جسکو اوسنے اپنے مذہب مین داخل کیا پھر اوسنے ایک برہمن کے لڑکے کو مسلمان کیا سدراس راجہ اور اوسکی دو دیوان تارمل (تا سے فوقانی سے) اور بھارمل دو بھائی تھے وہ کھنبایت کے ایک مندر مین اکثر جایا کرتے تھے۔ دیا نیر ایک لوہے کا ہاتھی سنگ مقناطیس کے زور سے لٹکا رکھا تہا یعقوب نے اون پتھرون کو نکال ڈالا۔ اور برہمنو نکے ساتھ بحث کی

نہیں بھی معیوب جتا - سدراس کو اور اوس کے دربار یونکو ایسی کرامت دکہائی
جس سے اونہون نے اوس کا مذہب اختیار کرلیا اور اُنکی متابعت دوسرے
ہندوؤن نے بھی کی - اور ان نومسلمون نے عربستان کے ساتھ بیوپار جاری
کیا جس سے وہ بیوپاری یعنی بوہرے کہلاتے - اس قصے کے صحیح نامون
اور حالات مین بہت گڑبڑ پائی جاتی ہی - سدراس سنگھ واقع مین سدراجے سنگہہ
ہوگا گجرات مین اسی نام سے (سدراجے سنگہہ) سدھراج جے سنگہہ مشہور ہوئی
لیکن تارمل اور بھارمل یہ دو دیوان جو لکھے ہین قیاس ایسا جاتا ہی کہ وزیر ڈہول
داگھیلہ (دیکھیں) کے دیوان دو بھائی تیج پال اور وستپال[1] تھے - یہ وہی
ہوتے تو مون جن کو تارمل اور بھارمل مشہور کر دیا ہے - اور پھر کمار پال یا
اجے پال کی باتین جو دوسری جگہہ لکھی ہوئی ہین اور جنکے مطابق راجہ نے
دوسرا مذہب اختیار کرلیا تھا سدھراج جے سنگھ کی طرف منسوب کردی ہین -
کیونکہ یہ بات متحقق ہی کہ سدھراج نے اپنا مذہب نہین بدلا تھا - وہ ہندو مذہب
پر مرا ہے -

سِدھراو جے سنگھ کے مسلمانون کے ساتھ عدل و انصاف اور مہربانی کا ثبوت

سدھراج جے سنگھ سولنکی راجپوت تھا اس کے حالات کتب تواریخ مین مفصل
مذکور ہین گجرات اور مالوہ اور برہانپور وغیرہ اوس کے زیرنگین تھے قلعہ بھروچ
اوسی نے بنایا تھا - اور سدھپور بھی اوسی نے آباد کیا تھا - جامع الحکایات سے
الیٹ نے تاریخ ہندوستان کی دوسری جلد مین ایک قصے کا ترجمہ کیا ہے
جسکی نسبت اوس کا مولف محمد اوفی کہتا ہی کہ مینے اس قصے سے بہتر دوسرا قصہ
نہین سنا - محمد اوفی ایک دفعہ کھنبایت مین تھا جو سمندر کے کنارے آباد ہے
اور جس مین بہت سے سُنّی مسلمان رہتے تھے - جو مذہب کے نہایت پابند اور سچے تھے

---

[1] واؤ کے بعد یای معروف ہی وستپال مین واو مفتوح ہی ۱۲

وہان اوسنے سنا کہ یہ شہر نہروالہ (اَنہَل وارَہ) اور گجرات کے راجہ جے سنگھ کے
قبضے مین تھا اور اوس کے عہد مین یہان مسلمانون اور آتش پرستونکی بڑی آبادی تھی
مسلمانونکی ایک مسجد تھی اور اوس کے پاس ایک منار بھی تھا جس مین کھڑے
ہوکر موذن اذان دیتا تھا - آتش پرستون نے غیر مذہب والون کو مسلمانون پر حملہ
کرنے کے لئے بہکایا جنہون نے وہ منار توڑ ڈالا اور مسجد جلادی - اور اسی مسلمان
مارے گئے - مسجد کا خطیب قطب علی نامی تھا - وہ بچ کر نہروالہ کو گیا - اور اوسنے تمام
مظالم کی فریاد کی - مگر راجہ کے درباریون مین سے کسی نے اوس کے حال پر توجہ
نہ کی - اور نہ مدد دی - ہر ایک درباری اپنے ہم مذہبون کو بچانے کی کوشش کرتا
رہا قطب علی نے یہ سنا کہ راجہ شکار کو جانے والا ہے وہ جنگل مین جاکر راجہ کی رہگذر
پر ایک درخت کے تلے بیٹھ گیا جب راجہ اودھر سے نکلا تو قطب علی نے کھڑے
ہوکر عرض کیا کہ حضور ہاتھی کو ٹھیرا کر میری جو شکایت ہے وہ سن لین - راجہ نے ہاتھی
کو روکدیا قطب علی نے ایک نظم جو ہندی کی شاعری مین بنائی تھی اور اوسمین
یہ تمام واقعہ درج کیا تھا راجہ کے ہاتھ مین دیدی راجہ نے پڑھکر اپنے ایک
نوکر کو حکم دیا کہ قطب علی کو اپنے ساتھ حفاظت سے رکھے - اور جب مین کہون اوسکو
دربار مین پیش کرے - اس کے بعد راجہ لوٹا اور اپنے نائب کو بلاکر فرمایا کہ تمام
ریاست کا کام تم کرتے رہنا - مین تین روز کے لئے تمام چھوڑ کر زنانے مین رہونگا
اس عرصے مین ریاست کے کسی کام سے مجھے دق نہ کیا جائے - اور اوسی شب کو
راجہ ایک سانڈنی پر سوار ہوکر نہروالہ سے کھنبایت کو راہی ہوا اور چالیس فرسنگ
(ایک فرسنگ تین میل کا ہوتا ہے) کے فاصلے کو ایک رات دن مین طے کیا اور
سوداگر کے بھیس مین شہر مین داخل ہوا اور کوچہ و بازار مین الگ الگ موقعون پر
پھر کر قطب علی کی شکایت کے متعلق حالات پوچھتا رہا راجہ کو خوب تحقیق ہوگیا کہ مسلمانون پر
بڑا ظلم ہوا ہے - اور وہ قتل کئے گئے ہین بعد اسکے ایک برتن مین سمندر کا پانی بھرا
اور وہ لیکر نہروالہ کو لوٹ گیا - جہان پر اپنی روانگی سے تیسری رات کو پہونچ گیا
اور صبح کو اوس نے دربار کیا - اور قطب علی کو بلاکر فرمایا کہ تم اپنا سلسلہ واقعہ بیان
کرو - اوسنے تمام و کمال حقیقت سنائی - درباری گروہ کے غیر مذہبی آدمیون نے

چاہا کہ اوس کو چھوٹا بنائین اور ہمکامین اسپر راجہ نے اپنے پانی والے کو حکم دیا کہ
وہ پانی کا برتن حاضرین کو دیدے تاکہ وہ سب اوس مین سے پئین پھر ایک شخص نے
اوس کو پینا چاہا اور چکھ کر چھوڑ دیا اور سمجھ لیا کہ سمندر کا پانی ہے پینے کے قابل
نہین - اس کے بعد راجہ نے کہا کہ چونکہ اس معاملے مین جدا جدا مذہب والونکا
ایک دوسرے سے تعلق تھا اس لئے مینے کسی پر بھروسہ نہین کیا اور خود کھنبایت
کو جاکر تمام حالات کی تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ مسلمانون پر فی الواقع ظلم و جبر
ہوا ہے پھر اوس نے کہا کہ میرا یہ فرض ہے کہ اپنی تمام رعایا کے حال کی نگرانی
رکھون - اور اونکی ایسی حفاظت کرون کہ وہ امن کے ساتھ رہ سکین اس کے بعد
اوس نے حکم دیا کہ غیر مذہب والے یعنی برہمنون اور آتش پرستون اور دوسری ذات
والون مین سے دو دو معزز آدمیونکو سزا دیجاے اور ایک بالوترے (جانہ یکا سکہ)
اوس مینار و مسجد کی دوبارہ تیاری کے لئے دئے اور چار پارچے کا خلعت
عطا کیا اس خلعت کے کپڑے اب تک رکھے ہوئے ہین - اور کسی بڑے تیوہار کی
تقریب مین دکھائے جاتے ہین وہ مسجد و مینار کچھ روزن پہلے تک کھڑے تھی
لیکن جب بالا کے لشکر نے ملک نہروالہ پر حملہ کیا اوسوقت مین وہ توڑ ڈالے گئے -
سید شرف تمیمی (بروزن نگین) نے اپنے خرچ سے اونھین پھر بنوایا - اور ایک
کی بجاے چار مینار تعمیر کرا کر اونپر سونے کے کلس جڑوائے ہین وہ اہل مذہب
کی اس عمارت کو غیر مذہب والونکے ملک مین چھوڑ گیا اور وہ عمارت اب تک موجود ہے -
غرضکہ بقول محمد اوفی جے سنگھ اوس زمانے کے والیان ملک مین سب سے بڑا اور نہایت
مدبر تھا - وہ بڑی نرمی کے ساتھ حکومت کرتا تھا - اور دوسرے سردارون کو اپنے
دباؤ مین رکھتا تھا - مجالس سبقیہ مین جو راجہ کو متعصب اور مسلمانون کا دشمن بتایا ہے
اوسکی تکذیب اس حکایت سے ہوتی ہے جامع الحکایات شمس الدین التمش کے وقت مین
سنہ ۱۲۱۱ء کے قریب بنی ہے

امام ابوالقاسم طیب کی ولادت آمر باحکام اللہ کی محجوری اور وفات طیب کا مستور ہونا - اور بیعت حق محمود

مجالس سبقیہ مین لکھا ہی کہ مستنصر باللہ نے (سنہ ۴۸۷ ہجری مین) دنیا سے رحلت کی اوسکا بڑا بیٹا نزار پہلے ولیعہد تھا اسکے بعد وہ خارج ہوا۔ اور اوس کا چھوٹا بھائی مستعلی ولیعہد ہوا مستنصر کے انتقال کے بعد مستعلی نے تخت قاہرہ مغربیہ پر جلوس فرمایا اور نزار نے علیحدہ نشان حکومت قایم کیا۔ دونون بھائیون مین جنگ عظیم ہوئی فدائیان قلعہ الموت ایران سب نزار کی طرف دار تھے۔ اور اہل یمن سب مستعلی کے طرفدار جب مستعلی کا زمانہ منقضی ہوا تو اوس کے بیٹے آمر باحکام اللہ نے تخت قاہرہ پر جلوس کیا ۴۔ ربیع الاخر سنہ ۵۲۴ ہجری کو آمر کے ہان بیٹا پیدا ہوا جس کا نام ابو القاسم طیب رکھا اور جس سال مین اوس کی ولادت وقوع مین آئی تھی اوس کا نام بیت حق معمور مقرر کیا گیا ۳۔ ذیقعدہ سنہ ۵۲۶ ہجری کو آمر قاہرہ مین سر راہ زخمی ہوا۔ تو اپنی جانشینی کے لئے طیب کے حق مین وصیت کی اور ابن مدین کو بلا کر طیب کو تربیت کے لئے اوس کے حوالے کیا اور کہا کہ اپنے بعد اپنے داماد ابو علی کو باب مقرر کیجو پھر اور وصایا کر کے رات مین آمر نے رحلت کی اور امراے دولت طیب کو لیکر قاہرہ چھوڑ کر چلے گئے اور مستور ہو گئے جب یہ خبر یمن مین پہونچی تو حرہ ملکہ اور داعی ذویب دعوت مین قایم ہوئے اور طیب بن آمر کی بیعت لیتے رہے۔ قاہرہ مین سند نشین خلاف عبد المجید ہوا۔ جس کا لقب الحافظ لامر اللہ تھا اور افضل بن بدر وزیر آمر نے قاہرہ کو خوب لوٹا۔ اور دین نواصب جاری کیا۔

تنبیہ اس بیان مین کئی باتین واقع کے خلاف ہین (۱) نزار مستنصر کا بھائی تھا۔ بیٹا نہ تھا۔ مولف دبستان المذاہب کو بھی یہ مغالطہ واقع ہوا ہے (۲) احمد مستعلی نے حکومت پاتے ہی نزار کو مع اوس کے دو بیٹوں کے قید کر دیا تھا۔ تینون نے قید ہی مین جان دی نزار کو علیحدہ نشان حکومت قایم کرنے کا موقع ہی کب ملا (۳) آمر کے سنہ وفات مین غلطی ہی وہ سنہ ۵۲۴ ہجری مین مرا ہے (۴) تواریخ سے آمر کا لاولد فوت ہونا اور اپنی جانشینی کے لئے اپنے بھائی کے حق مین نص کرنا ثابت ہے ۔

حرہ ملکہ کے اوصاف اور اوس کے قایم مقام کا تذکرہ

مجالس سیفیہ مین حرہ ملکہ کی بڑی تعریف لکھی ہے۔ کہا ہے کہ وہ علم تنزیل و تاویل
و حدیث آئمہ و رسول مین متبحر تھے اور اعیان زمانہ اوس سے پس پردہ سے
مسائل سیکھتے تھے اور احکام حاصل کرتے تھے۔ اور مشکلات دین مین اوس کے
پاس رجوع کرتے تھے۔ جس بات کے طالب ہوتے تھے اوس کے پاس
پاتے تھے۔ اور اوس کو علم و زہد و ورع کے ساتھ سیاست و تدبیر مین بھی کمال
حاصل تھا۔ ملوک یمن اوس کی بندگی کے خواہان اور اہل زمانہ اوس کی اطاعت
مین پویان تھے۔ وہ اپنی حیات مین دعوت و حکومت پر اپنے مردان صاحب فضل
کی وفات کے بعد قایم رہی اور اسی کے عہد مین ستر واقع ہوا یعنی طیب بن آمر
مستور ہوتے اور جب تک یہ ملکہ زندہ رہی انتظام مین کچھ خلل واقع نہین ہوا۔
حرہ ملکہ نے ۹۲ سال و چند ماہ کی عمر پا کر شعبان ۵۳۲ھ ہجری مین وفات پائی
اور جامع مسجد ذی جبلہ مین باہن جانب قبلہ کے مسجد کی ایک منزل مین مدفون
ہوتے۔ اوس کی قبر آجتک زیارتگاہ ہے مسجد مذکور کی دیوار جانب قبلہ مین اوس کے
حکم سے تمام اماموں کے نام علی بن ابی طالب سے اوس کے زمانے کے
امام تک لکھے گئے ہین حرۃ ملکہ کے لئے آئمہ طاہرین کے نزدیک مقام محمود
اور مرتبہ عالی تھا اور خاصکر آمر باحکام اللہ نے اوس کو ہر طرحکے فضل سے
مخصوص کیا تھا اور تمام آدمیون سے اوس کے مرتبے کو بڑھا دیا تھا اوسی مقام
لوزکا حجاب اور بیت حق المعمور کا جس مین طیب ابو القاسم پیدا ہوتے تھے باب
مقرر کیا تھا اور آمر نے حرہ ملکہ کو حکم دیا تھا کہ وہ طیب ابو القاسم کے حالت ظہور مین
اور استتار کے بعد اوسکی طرف دعوت کرے اور دعوت کو اوسکی طرف اور اون آئمہ
کی طرف جو اوس کی اولاد سے ہون برابر جاری رکھے پس حرہ ملکہ کو جس بات کے لئے
اوس کے مولا نے حکم دیا تھا اوس پر مستعد اور قایم رہی۔

داعی عماد الدین ادریس بن حسن نے کہا ہے کہ حرہ ملکہ نے داعی ذویب بن موسے
کو اپنا قایم مقام کر کے اور دعاۃ یمن کا اوسکو قدوہ بنا کے اور داعی خطاب کو
اوسکا معاون کر کے دنیا سے رحلت کی پس وہ دونون طیب بن آمر کی
وفات و حیات مین اوسکی طرف دعوت کرتے رہے۔ اور قاعدہ دعوت کو بلند کیا

اور طیب کے نشان ظاہر کئے اور داعی ذویب داعاۃ مطلقین میں سے یمن اور مضافات
وجزائر یمن میں اول ہے طیب کے استتار کے بعد اور داعی یحیی بن ملک
نے بھی اوسکے لیے رتبہ تسلیم کیا تہا داعی ملک کا شاگرد تھا اور داعی ملک
نے المؤیدی الدین (مؤالدین کم) شیرازی سے علم تحصیل کیا تھا۔

بوہروں کے آیمہ

بوہرے شیعہ میں سے اسماعیلیہ ہیں۔ اور اسماعیلیہ میں سے مہدویہ اور مہدویہ میں مستعلویہ
اور مستعلویہ میں بھی خاص ہیں اس لئے کہ تمام خلفاے مصر کو جنہوں نے حکومت مصر کی
امام نہیں مانتے بلکہ اونمیں سے آمر بن مستعلی پر رک جاتے ہیں۔ آمر کے بعد اوسکے بیٹے
طیب ابی القاسم کو امام حق جانتے ہیں۔ اور آمر کے بعد حافظ اور ظافر اور فایز
اور عاضد کی امامت کے قائل نہیں تو انکے نزدیک یہ چاروں خلفاے غاصب قرار
پاتے ہیں۔ کیونکہ خلافت وامامت آمر کے بعد طیب کا حق تہا۔ پس انکے نزدیک
جناب سرور کائنات کے بعد ائمہ کی ترتیب اس طور پر ہوئی (۱) حضرت علی (۲)
امام حسن (۳) امام حسین (۴) امام زین العابدین (۵) امام محمد باقر (۶) امام
جعفر صادق (۷) اسمٰعیل (۸) محمد (۹) عبد اللہ۔ (۱۰) احمد (۱۱) حسین۔
(۱۲) مہدی۔ (۱۳) قائم (۱۴) منصور (۱۵) معز (۱۶) عزیز (۱۷)
حاکم (۱۸) ظاہر (۱۹) مستنصر (۲۰) مستعلی (۲۱) آمر (۲۲) طیب۔

امام کا تقرر

بوہرونکے نزدیک وجوب امامت کا طریق نص ہے۔ اسیطرح ہر منصب کا حال ہے
جو امام یا داعی اپنی حیات میں جسکے لئے اپنی قائم مقامی کی نص کردیتا ہے وہی
اوس کا جانشین مانا جاتا ہے پس نہ کوئی اپنی مرضی سے اوس منصب کا دعوے کرنیسے
حقدار سمجھا جاتا ہے اور نہ دوسرونکی انتخاب کو اس میں دخل ہے۔ اگر چند آدمی جمع ہوکر
کسی شخص کو کسی کی قائم مقامی کے لئے منتخب کرلیں اور اوس کے ساتھ بیعت کریں
تو حقدار اور وارث جائز نہیں قرار پاسکتا جب تک کہ اگلے کی طرف سے تنصیص

نہ واقع ہوئی وجہ ہی کہ امر کے بعد ابوالقاسم طیب کو تو امام تحق مانتے ہیں کیونکہ انکے لئے آمر نے تنصیص کی تھی۔ اور حافظ وغیرہ کو امام نہیں مانتے اور انکی نزدیک نص دوم نص اول کی ناسخ ہی۔ یعنی اگر امام ایکبار یہ نص کردے کہ میرے بعد فلان میرا جانشین ہی۔ اور بعد اوس کے یہ دوسرے کے لئے نص کردے تو دوسری نص واجب العمل ہی اور پہلی منسوخ ہی یہی وجہ ہی کہ نزار کو امام نہیں مانتے اور مستعلی کو امام جانتے ہین کیونکہ اولاً مستنصر نے اپنے بھائی نزار کی امامت لے لئے اپنے کعبد نص کی پھر اپنے بیٹے مستعلی کی امامت کی نص کردی۔

آئمہ مستور

بوہرے امام جعفر صادق کے بعد چار اماموں کے مستور و مخفی ہونے کے قائل ہین۔ اور وہ چارون یہ ہین عبداللہ اور احمد اور حسین اور طیب

دعاۃ کا سلسلہ وار بیان

مجالس مستنصریہ کی بیسوین مجلس مین فضائل عید غدیر کے بعد بیان کیا ہی کہ علوم دعوت کا معدن داعی المؤید فی الدین (مؤید الدین) شیرازی ہی جو امام مستنصر باللہ کیطرفسے حجت تھا۔ اور تفصیل اسکی سطرح ہے کہ مستنصر کے عہد مین عامر بن عبداللہ رواحی یمنی اور علی بن قاضی محمد صلیحی یمن کا قاضی زادہ یہ دو بڑے بڑے داعی تھے یہانتک کہ علی بن محمد نے ۳۹ھ ہجری سے یمن مین اپنا قدم جمایا اور مسمی نجاح رئیس تہامہ کو زہر دلواکر مروادالا ۴۵۳ ہجری سے دو برس کے عرصے مین یعنی ۴۵۵ ہجری تک ساری قلمرو یمن کا بتدریج مالک ہوگیا۔ اور اہل یمن کو مذہب مہدویہ مین کرلیا یمن مین قوم حمیر بنی یام اور قوم بنی ہمدان اسمٰعیلی المذہب ہین علی بن محمد صلیحی ابتدا مین سنی المذہب تھا عامر بن عبداللہ رواحی کی کوشش سے شیعہ اسمٰعیلی ہوگیا تھا اور اوس کا بیٹا احمد بن علی بن محمد صلیحی بھی داعی تھا اور یہ دونوں کے حکمران بھی رہے جب اللہ نے امر آئمہ علی بن محمد صلیحی کے ہاتھ سے ظاہر کیا

ملہ دیکھو تاریخ یمن مؤلفہ نجم الدین عمارہ یمنی ۱۲

اور وہ یمن کا مالک ہوگیا تو صلیحی نے داعی لمک بن مالک حمادی کو مصر مین
بھیجکر اجازت طلب کی مستنصر کا عہد تھا لمک مصر مین پہنچا اور اوس کو داعی
موئد فی الدین (موئد الدین) کے مکان مین ٹھیرنے کی اجازت ملی سات برس
تک داعی لمک داعی موئد سے علوم آئمہ حاصل کرتا رہا اور جب وہ یمن کیطرف
واپسی کی اجازت مانگتا تھا تو قیام کے لئے حکم ہوتا تھا یہان تک کہ داعی لمک نے
۲۷ مسائل دقیق داعی موئد سے دریافت کئے جسپر موئد نے کہا کہ ان کا جواب مین
نہین دے سکتا امام دینگے اور اوس کو امام کی خدمت مین لے گیا تو ہر مسئلے کے
جواب کے ساتھ خلعت ملتا گیا۔ داعی علی بن محمد صلیحی کے انتقال کے بعد
داعی لمک یمن کا داعی قلم مقرر ہوا۔ اور یہ شخص بڑا عالم تہا۔ اس سے بہت سے
داعیون نے علم حاصل کیا۔ اور یون تو اوس کے بہت سے شاگرد تھے مگر اعلی درجے
کے دو ہی ہوئے ایک اوس کا بیٹا داعی یحیی اور دوسرا داعی ذویب قایم ہوا تہا
جب داعی ذویب کی عمر پوری ہوئی تو اوس نے اپنی قایم مقامی کے لئے داعی
ابراہیم بن حسین کی نسبت نص کی اور اوسے اپنی طرح امام کے لئے باب مقرر کیا
اور ابراہیم نے اپنی وفات کے وقت اپنے بیٹے قاسم کے حق مین ایسا ہی کیا اسی طرح
ابراہیم کے بعد دعاۃ مین سب کرتے رہے اور اپنے قایم مقام کے لئے نص
کرتے رہے اور سلسلہ دعوت ایک دوسرے سے منتقل ہوتے ہوئے خلف عن سلف
داعی عماد الدین ادریس بن حسن تک پہنچا یہ شخص عالم متبحر تھا اس وقت دعوت مین بڑا
اختلاف پیدا ہوگیا۔ اور یہ بات کہی جاتی تھی کہ دعوت ہندوستان کو منتقل ہوگی
پھر ہند سے تحصیل علم کے لئے چار شخص بلائے گئے یہ چار شخص جو اہل حسب و فضل
تھے ہند سے یمن مین بھیجے گئے (۱) داعی یوسف بن سلیمان ساکن سیدپور
(۲) داعی جلال الدین (۳) داعی داود بن قطب شاہ (۴) داعی داود بن عجب شاہ
یہ تینون شخص احمد آباد کے رہنے والے تھے۔ غرضکہ چارون طالب علم یمن مین
جاکر حضرت دعاۃ کی خدمت مین تادب و تہذیب پاکر مرتاض ہوئے اور تمام علوم
حقہ حاصل کر کے ہند کو واپس آئے۔ آخر کار داعی ادریس بن حسن جو یمن کا آخری داعی
تہا دعوت کی نص یوسف ابن سلیمان پر کی اوس وقت سے دعوت یمن سے

مسند کو منتقل ہوئی یوسف اپنے زمانہ حیات تک دعوت مین قایم رہا اور اوسی اپنے
بعد داعی جلال الدین کو مخصوص کیا اور داعی جلال الدین بن نے داعی داود ابن
عجب شاہ کو اپنا جانشین بنایا اور داعی داود نے داعی داود ابن قطب شاہ کے
لئے اپنی قایم مقامی کی نص کی یہ چارون شخص بڑے کامل و ماہر تھے خاصکر
داعی داود بن قطب شاہ علما سب سے زیادہ اور علما سب سے بزرگ تھا اس سے
علمائے دعوت نے علم حاصل کیا - مثلاً (۱) داعی شیخ آدم صفی الدین -
(۲) داعی عبد الطیب زکی الدین ابن داعی داود ابن قطب شاہ (۳) شیخ امین جی
ابن جلال - اور داعی عبد الطیب زکی الدین سے اوسکے بھائی داعی قطب الدین
نے اخذ علوم کیا - اور قطب الدین سے داعی شجاع الدین پیر خان نے سیکھا
اور داعی شجاع الدین سے اوس کے بیٹے شیخ نجم خان نے فضل و کمال کی
تحصیل کی پھر اوس سے اوس کے شاگرد خانجی بھائی ابن پیر خان نے علم
ادب حاصل کیا اور یہ شخص اپنے اوستاد کی طرح فاضل متبحر اور پرہیزگار تھا اور جن
علمائے دعوت سے ہے جو اوس کے بعد ہوتے - داعی بدر الدین نے
خانجی بھائی کو متولی خدمت دعوت کرکے احمد آباد کو بھیجا تھا - اور اوسکی
پاس تحصیل علم کے لیئے داعی کلیم الدین اور شیخ صفی الدین کو بھیجدیا تھا جب صفی الدین
اپنے اوستاد کے پاس ہی تحصیل علم کرکے واپس آیا تو اپنے آبائی وطن نگر مین
درس علوم کیا کرتا تھا اور احکام دین کے اجرا مین مصروف تھا اوسی سے شیخ عبد القادر
کلیم الدین ابن ملا خان نے علم تحصیل کیا - اور شیخ عبد القادر سے اوس کے بھتیجے
شیخ حبیب اللہ ابن آدم بھائی ابن ملا خان نے علم حاصل کیا - اور شیخ حبیب اللہ
سے شیخ رحمت اللہ ابن ملا حسن نے سیکھا - اور شیخ خانجی بھائی جب احمد آباد
سے مراجعت کرکے اودیپور مین آیا تو یہان ایک مدرسہ قایم کیا - اور درس
علوم و عبادت مین مشغول رہا - شیخ لقمان جی ملا حبیب اللہ عنفوان شباب مین
رامپوری سے چلکر اودیپور مین آیا - اور شیخ خانجی بھائی ابن پیر خانجی سے
تحصیل علم کرنے لگا - اور شیخ لقمان جی سے اوس کے بیٹے مہتہ اللہ
(ابن ملا ولی محمد ابن شیخ لقمان جی) نے تحصیل علم کی - خانجی بھائی کا مزار

اودیپور ملک میواڑ مین ہی اور بوہرے بڑے ذوق و عقیدت سے ہمیشہ اوس کی زیارت کرتے ہین اگر کی بتیان جلاتے ہین مروے کے پتے چڑہاتے ہین جن سے بہت ہی مست خوشبو آتی ہی ۔

کتب اصول علم دعوت

اصول علم دعوت مین چار کتابین ہین اول ورایکلئے اونکی رسائل اخوان الصفا دوم کتاب راحۃ العقل ۔ سوم کتاب تاویل الدعائم چہارم المجالس المویدہ جو شخص ان کتب کا عارف ہو اور مبلغ علما کو پہنچا ہو وہ اس بات کا مستحق ہی کہ اوس سے مسائل حاصل کیے جاہین اور اوس کے قول پر وثوق کیا جائے اور ہر ایک علم رسائل اخوان الصفا مین موجود ہی رسالہائے اخوان الصفا کا مولف احمد بن عبد اللہ ہی ۔ اور فوائد المجموعہ مین شوکانی نے لکھا ہے کہ رسائل اخوان الصفا کا بنانے والا زید بن رفاعہ ہے ۔

علمی و ادبی کیفیت اور مذہبی رازداری

بوہرے مومنین بڑے بڑے ادیب زیادہ عربی کے ہوتے ہین نظم و نثر فصاحت و بلاغت کے ساتھہ لکھتے ہین ۔ ہمیشہ کتب عربی دیکھتے ہین زبان فارسی اردو وغیرہ کی کتابین شغل مین نہین رکھتے ۔ علمار آپس مین خط و کتابت بھی عربی زبان مین کرتے ہین اور جو بے علم ہین وہ گجراتی اور اردو مین لکھتے ہین ۔ بوہرون کے علما کسی سے مناظرہ نہین کرتے ۔ خاصکر مذہبی مناظرے سے بالکل بچتے ہین ۔ نہ اپنے مذہب کے اصول و فقہ و حدیث و تفسیر و عقائد کی کتابین غیر مذہب والے کو دکھاتے ہین اس باب مین اون کا عہد ہی اور مجھکو جو کچھہ انتخاب مجالس سیفیہ وغیرہ کا ملا ہی وہ ایک بڑی تدبیر سے ہاتھہ لگا ہی ۔

بوہرون کے ملا یعنی داعی

اون لوگونکی علمی و تاریخی تحقیق پر افسوس ہی جو سورت کے بڑے ملا کو بوہرہ دا

کا امام لکھا ہے تے ہیں۔ نواب صدیق حسنخان مرحوم پر بھی یہ امر منقح نہوا کہ وہ داعی ہیں امام نہیں ہیں اسی لیئے اونہوں نے کشف الغمہ عن افتراق الامہ او خبیئہ الاکوان میں انکو امام لکھا ہے حالانکہ فرقہ اسماعیلیہ میں امامت منحصر ہے بی بی فاطمہ علیہا السلام کی اوس اولاد میں جو اسماعیل بن جعفر صادق کے سلسلہ نسب میں ہے سورت والے ملاجی تو داعی ہیں یہ نہ اپنے آپ کو اولاد اسماعیل کہتے ہیں نہ امامت کا دعوے کرتے ہیں۔ ہمنے ملا نجم الدین عبد القادر مرحوم کی مہر ایک کاغذ پر دیکھی تھی جس میں صاف داعی کا لفظ اونکے نام کے ساتھ تھا۔ ملا نجم الدین شہید تھے جبکہ یہ اودیپور میں تشریف لائے تو میرے والد کے ساتھ اونکو بہت محبت پیدا ہو گئی اور وہ انکے علم و فضل کی بڑی قدر و منزلت کرتے تھے کچھ تعالق بھی دیئے تھے نہایت سخی و خاص آدمی تھے فی الحال اونکے بیٹے مولانا برہان الدین جانشین ہیں۔ اور داعی حال کے بھیجے ۱۳۲۱ہجری مطابق ۱۹۰۳ء میں اودیپور میں آئے تھے جنکا نام نعمان ہے اور نہایت خوش سیرت اخلاق مجسم ہیں مجھے بھی بوجہ مشورہ طبی کے محبت پیدا ہو گئی تھی بڑی دہوم سے اونکی دعوتیں بوہروں نے کیں اور ہزاروں روپیہ اونکے لیئے جمع کیا جو لوگ عوت نہیں کر سکے اونکی نسبت یہ قرار پایا کہ نعمان بھائی اونکے مکان میں جائیں اور اونکا نہ قدمبوسی کرکے جو کچھ توفیق ہو نذر پیش کریں۔ بوہروں کے داعی سابق میں احمد آباد ملک گجرات اور برہانپور ملک خاندیس اور اوجین ملک مالوہ میں رہتے تھے اب کئی پشت سے بندر سورت میں رہتے ہیں اور دس لاکھ روپیئے کے قریب سالانہ قوم بوہرہ سے اونکی پہونچتا ہے۔ امیرانہ ٹھاٹ سے بسر کرتے ہیں۔

بوہروں پر اہل سنت و جماعت کی حکومت کا کیا اثر پڑا

شاہان دہلی چونکہ سنت و جماعت تھے اسلیئے بوہروں کی آبادی ایسے مقاموں پر نہیں جہنے پائی جہاں دہلی کی حکومت کا زور و تسلط زیادہ تھا۔ گورنمنٹ انگریزی کو جب سے ہندوستان پر تسلط حاصل ہوا تو بوہروں کی قوم بھی علانیہ مذہبی مراسم ادا کرنے لگی۔ اور شاہان اسلام کے عہد میں وہ سب سنت و جماعت ہی کی تھی

یہ لوگ زیادہ تر تقیہ کرتے تھے۔ سلطان ظفر نے جو سلطان فیروز شاہ والی دہلی کا
امیر اعظم تھا گجرات پر تسلط پایا تو بہت سے بوہرے اوسکی وجہ سے سنت جماعت بھی
ہو گئی چنانچہ اب ملک میں سنت و جماعت بوہرے موجود ہیں۔ بھروچ کے ضلع میں
جو گجرات میں واقع ہے مسلمانوں کی ایک ذات ہے جو کھیتی کرتی ہے اور بوہرہ کہلاتی ہے
اور بیوپار کرنے والے بوہروں نسبے یہ قوم غیر ہے یہ لوگ کبھی کبھی گاڑی بھی چلاتے
ہیں مگر خاص پیشہ ان کا کاشتکاری ہے۔ اون کا لباس اور طرز معاشرت اور
اور زبان کن بی یا دوسرے ہندو کاشتکاروں کی سی ہے۔ وہ پہلے تو ہندو ہی تھے
اونکی مورث اعلے بہت سے کولی اور راجپوت اور رہتوڑ سے کن بی تھے
وہ لوگ ایسا بیان کرتے ہیں کہ گجرات کے سلطان محمود بیگڑہ کے وقت میں
وہ مسلمان کئے گئے ہونگے یہ بوہرے گجراتی زبان میں بات چیت کرتے ہیں اور یہ سب
سنی المذہب ہیں۔ مرات سکندری اور اوسکے ترجمہ انگریزی میں لکھا ہے کہ محمود بیگڑہ
۸۶۳ھ ہجری مطابق ۱۴۵۹ء میں مسند نشین ہوا اور ۹۱۷ھ ہجری مطابق ۱۵۱۱ء
میں فوت ہوا۔ مرات احمدی میں لکھا ہے کہ دو وجہیں اوسکی بیگڑہ کہلانے کی متعلق
بیان کیجاتی ہیں (۱) اوسکی مونچھیں لمبی اور سیدھی بیل کے سینگھوں کی طرح تھیں
بیگڑہ اوس بیل کو کہتے ہیں جسکے سینگ ادہر اودہر پھیلے ہوئے ہوں (۲) بی
گجراتی زبان میں دو کو بولتے ہیں گڑہ قلعہ کے معنی میں ہے۔ چونکہ اوسنے دو نامی
قلعے جونہ گڑھ اور چانپانیر فتح کئے اسلئے بیگڑہ کہلایا۔
سبحۃ المرجان اور ابجد العلوم میں ذکر کیا ہے کہ محمد طاہر مولف مجمع البحار نے
کہ قوم کا بوہرہ تھا مہدویہ بوہروں کی عقائد کی درستی کا مصمم ارادہ کرلیا اور
یہانتک اصرار کیا کہ جب تک یہ کام پورا نہوگا سر پر عمامہ نرکھونگا جب اکبر شہنشاہ
ہندوستان نے ۹۸۰ھ ہجری میں گجرات کو فتح کیا تو ملا شہنشاہ کے حضور میں
مدد کی التجا بجا کر حاضر ہوا۔ شہنشاہ نے اپنے ہاتھوں سے ملا کے سر پر عمامہ
رکھا اور کہا کہ میں تمہارے مدعا کے موافق اس قوم کی بدعت دفع کرنے میں
پوری کوشش کرونگا۔ اور شہنشاہ نے اس غرض سے حکومت گجرات
پر خان اعظم مرزا عزیز کو مقرر کیا خان اعظم نے بوہروں کی بدعت دفع کرنے میں

کوشش کی یہانتک کہ اس قوم کے اکثر مشاہیر تقیہ کرنے لگے اور جا بجا چھپ گئے
ابھی یہ بدعت بخوبی رفع ہونے پائی تھی کہ خان اعظم کی جگہہ عبدالرحیم خان
خانان مقرر ہوگیا یہ شیعہ مذہب تھا بوہرے کھلم کھلا پھر اپنے اعمال کو ادا
کرنے لگے اور مذہب مہدویہ ظاہر ہوگیا شیخ نے یہ حالت دیکھکر پھر عمامہ
اپنے سر سے اوتار ڈالا اور تدارک کے لیئے درگاہ اکبری کیطرف رجوع کی شہنشاہ
اون دنون اکبرآباد مین تھا بوہرون نے ملا کا پیچھا کیا یہانتک کہ اوجین مین ملا کو
سنہ ۹ ہجری مین مار ڈالا۔

بوہرون کا طرز معاشرت

یہ سارا فرقہ نماز روزے کا پابند ہے اور اپنے مرشد کی اطاعت مین سرگرم ہے
کوئی داڑہی نہین منڈاتا بلکہ ڈاڑھی کو کبھی قینچی بھی نہین لگاتا ہے اور سر پر بال
نہین رکھتا نہ حقہ پیتا ہے نہ تمباکو کھاتا ہے نہ سونگھتا ہے۔ یہ لوگ مسکرات کی
قریب بھی نہین بھٹکتے جس قصبے یا شہر مین بوہرے رہتے ہین وہان انکی تمام
جماعت ایک محلے مین سکونت رکھتی ہے دوسرے مذہب والے کو اوس مین جگہہ
نہین دیتے اور اپنی مسجد اور جماعت خانہ اور قبرستان بھی سب سے علحدہ رکھتے
ہین اور اپنی شادی و غمی مین سوائے اپنی برادری کے دوسرے کو دخل نہین
دیتے اپنی ہی قوم مین بیاہ شادی کرتے ہین۔ اور ناچ رنگ باجا وغیرہ نہین
کرتے مگر آتشبازی چھوڑتے ہین کسی غیر مذہب والے کی مسلمانون سے بیٹی
نہ لیتے ہین نہ اوسے دیتے ہین۔ بوہرے ہندوون کے ہاں سے اور پانی وغیرہ
سے اکثر پرہیز رکھتے ہین۔ مگر مرأت احمدی کے ترجمہ انگریزی کے نوٹ مین مندرج ہے
کہ بوہرے کسی قدر ہندوون کے رسم و رواج اور عقیدے برابر ابتک مانتے چلتے ہین انکے ہان
مستورات کے پردے کا رواج نہین۔ عورتین باہر پھرتی ہین لہنگے پہنتی ہین۔
یہ لوگ سود علانیہ دیتے لیتے ہین۔ اور دیوالی مین جگمگت کی رات کو دوکانون پر
ہندوون سے زیادہ روشنی اور سامان خوشی کا اہتمام کرتے ہین۔ اوسی دن
حساب و کتاب کی نئی بہیان شروع کرتے ہین۔ پرانی بہیون کو بند کرتے ہین

اور ہندی مہینون اور تاریخون کے اعتبار سے حساب کتاب کہتے ہین ۔

لطیفہ

روزانہ پیسہ اخبار نمبر ۱۳۱ مین لکھا ہی ۔ یہ قوم تجارت پیشہ ہی ۔ اور اسی وجہ سی امین زیادہ فارغ البالی ہے ۔ بوہرہ قوم مسلمانون خصوصاً سنیون کو حقیر جانتی ہی اور ہمیشہ منہ چڑھ کے بات کرتی ہی ۔ یہ فرقہ نہ سنیون مین ملتا ہے اور نہ شیعون مین بلکہ یہ اماوسی فرقہ ہے ۔ اماوس دیکھ کران مین روزہ رکھا جاتا ہی ۔ اور کل کام گویا اماوس پر ہی ہوتا ہے یہ فقرہ نامہ نگار نے شاید مذاقیہ لکھدیا ہے ۔ یہ فرقہ ضرور شیعون مین داخل ہی شیعون سے انکو نکالنا تحقیق و انصاف کے خلاف ہے ۔

نماز ۔ زکوۃ ۔ صدقہ فطر ۔ لیالی مکرمہ ۔ صوم مسنونہ

بوہرے ہاتھ کھولکر نماز پڑہتے ہین اور نماز کا اتنا سامان تہ بند کرتا ۔ ٹوپی مصلا جدا رکھتے ہین ۔ نماز کے وقت ملبوس مستعمل کو اوتار کر نماز کے کپڑے پہن لیتے ہین ۔ مگر یہ بات مسجد مین ہوتی ہی کسی اور جگہ مستعمل کپڑے پہنے ہی ادا کر لیتے ہین ۔ مسجد مین عورتون کے واسطے بھی ایک حصہ علیحدہ رکھتے ہین ۔ نماز تین وقت پڑہتے ہین ۔ ظہر اور عصر کو ملا لیتے ہین اور مغرب و عشا کو ملا کر پڑہتے ہین ۔ اور فجر کو پڑہتے ہین جسوقت حنفیہ پڑہتے ہین ہر ایک امام بطور عامل و قاضی کے داعی کیطرف سے ہر بستی مین بوہرون کے لئے مقرر ہوتا ہے اوسکی معرفت سالانہ نذرانہ ہر ایک اپنے مقدور کے موافق اور زکوۃ کا روپیہ داعی کو بھیجتا ہے ۔ مجالس سیفیہ کی ساتوین مجلس مین لکھا ہی کہ زکوۃ فطرا ایک صاع[1] گیہون یا ایک صاع جو ایک صاع جوار یا ایک صاع مویز ہین ۔ اگر گیہون اور جو اور جوار سے اور مویز نہ ملین

---

[1] صاع چار مد کی برابر ہے اور ایک مد ایک رطل اور تہائی رطل کا ہوتا ہی بعض نے لکھا ہی کہ صاع ۲۳۳ ۲ تولہ ہے ۱۲

تراویکی عوض نقد دراہم قبل افطار کے دیوی اور چوتھی مجلس مین ذکر کیا ہے کہ مقدس راتین ۱۷ - ۱۹ - ۲۱ - ۲۳ تاریخ کی ہین - اور مسنون روزے یہ ہین ماہ شعبان - اور ہر ماہ کا پنجشنبہ اول و آخر اور ہر ماہ کا درمیانی چہارشنبہ

رویت ہلال - روزۂ رمضان - عید - حج

اس فرقے کی یہ خصوصیات ہین سے ہی کہ ماہ رمضان مین ایک یا دو روز قبل روزہ رکھتے ہین - اور جب ایک یا دو روز باقی رہتے ہین تو عید کر لیتے ہین اور پورے تیس روزے رکھتے ہین - اور روزہ اول وقت افطار کرتے ہین جیسا کہ حنفیہ افطار کرتے ہین اور نماز مغرب بھی حنفیہ کیطرح اول وقت مین پڑھتے ہین - اسی طرح عشرۂ محرم کے مراسم بھی قبل سے ادا کر لیتے ہین اور مقام عرفات مین بھی ایک دو روز قبل حج بجالاتے ہین اور وہ اس تدبیر سے ہوجاتا ہے کہ اہل سنت کو خبر تک نہین ہوتی مقام عرفات مین حج سے کئی دن قبل سے حاجیون کی آمد شروع ہو جاتی ہے اور وہ کوئی چھوٹی سی جگہہ نہین کہ اگر تھوڑے سے آدمی کچھہ کرین تو سب کی نظرین ان پر پڑین - بس یہ اپنے طور پر مراسم حج علیحدہ اور مخفی ادا کر لیتے ہین مجھسے ایک بوہرے نے بیان کیا کہ ہم قبل سے عرفات مین پہونچ گئے اور ہمین ایطرف کے اسماعیلی بھی شامل تھے ہم ہین اسماعیلیون کی بڑی آبادی سے ہم سب اسماعیلیون نے دو روز قبل کھڑے ہوکر حج کے مراسم ادا کرنے شروع کئے اور ایک ذی علم اسماعیلی ساکن بمبئی یہ کام کر رہا تھا کہ بہت سے اہل سنت ہماری جماعت کو کھڑا دیکھکر وہان آگئے اور پوچھا کہ تم یہ کیا کرتے ہو ہمنے جواب دیا کہ کچھہ دعا کرتے ہین وہ اس سادی جواب کو سنکر ہٹ گئے بعد ہمنے مزدلفہ مین اسطرح جاکر شب گذاری کہ جو راستہ ادھر کو ہی وہ طائف کے ساکنون کا راستہ بھی ہی - طائف کے آنے والے اسی راستے سے خانہ کعبہ کو جاتے ہین - بس ہم سب مزدلفہ کو روانہ ہوئے راستے مین جو لوگ عرفات کو آنے والے ملتے اور ہمسے دریافت کرتے کہ عرفات سے ابھی واپس کیون جاتے ہو تو ہم جواب دیتے کہ ہم طائف سے آرہے ہین - مکے مین ہوکر عرفات کو آئین گے اور ان کی خیلے اسے

مزدلفہ مین رات گذار کر پھر عرفات کو لوٹ آئی اور بدستور تمام حجاج کے شریک ہی
ایک یا دو روز پیشتر رویت ہلال ہونے کا دستور کبیسہ (لوند) کے قاعدے پر ہی۔

ماہِ رمضان کے ہمیشہ تیس روزہ ہونیکی دلیل

ماہ رمضان کے تیس روزہ ہونے کا استدلال اوس حدیث سے ہوتا ہی جو فروع کافی کی کتاب الصیام کے پہلے باب مین مذکور ہی۔ عن سہل بن زیاد عن محمد بن اسمٰعیل عن بعض اصحابہ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام الی آخرہ (ترجمہ روایت نادرہ) اللہ تبارک و تعالے نے فرمایا کہ چھ روز مین دنیا کو پیدا کیا پھر سال کے دن اختیار کیے۔ اور ایک سال تین سو چون دن کا شعبان کبھی پورا نہین ہوتا ہے اور رمضان بخدا کبھی نہین گھٹتا ہے۔ اور فریضہ ناقص نہین ہوتا اللہ تعالے فرماتا ہے ولتکملوا العدہ (تعداد پوری کرو) اور شوال انتیس ۲۹ دن کا اور ذیقعد تیس دن کا اللہ تعالے فرماتا ہی وواعدنا موسیٰ ثلثین لیلۃ واتممناھا بعشر فتم میقات ربہ اربعین لیلۃ (ہمنے موسیٰ سے تیس راتون کا وعدہ کیا اور تمام کیا اوس دس سے پس پورا ہوا وعدہ رب کا چالیس راتین) اور ذی الحجہ انتیس دن کا اور محرم تیس دن کا پھر سب مہینے بعد اس کے ایک مہینہ پورا اور ایک ناقص ہین۔ بوہرے اس روایت شاذہ کی پیروی سے مہینون کا حساب کرتے ہین حالانکہ یہ روایت ایسی ضعیف ہے کہ محمد بن اسمٰعیل اور امام جعفر صادق علیہ السلام کے درمیان راوی کا نام نہین۔ خدا جانے کون ہی۔ اور پھر اس کی مخالف روایات کثیرہ معتبرہ آئمہ علیہم السلام سے کتب اثنا عشریہ مین منقول ہین جعفر صادق صاحب فرمایا ہی کہ ماہ رمضان کو دوسرے مہینونکی طرح نقصان پہنچتا ہی یا یہ کہ ماہ رمضان انتیس دن کا بھی اور تیس دن کا بھی ہوتا ہی۔ اور ماہ شعبان تیس یوم کا مذکور ہی۔ نسخہ صحیفۃ الصلوٰۃ بمبئی مین نور الدین جیوا خان اسماعیلی کے مطبع مین مولانا نجم الدین عبد القادر روائی کے حکم سے بار سرداری نور الدین جیوا خان چھپا ہے اوس مین کبیسہ (لوند) کا حساب مندرج ہی کہ ہر انتیس برس مین سال سوم و پنجم و ہشتم و دہم و سیزدہم و شانزدہم و نوزدہم و بست و یکم

وبست وچہارم وبست وہفتم وبست ونہم پر وعلی ہذا القیاس پہر شروع سے حساب کر گئے ایک دن کبیسہ کا بڑہا کر ماہ ذی الحجہ کا سی روزہ ہونا بتایا گیا ہی لیکن کتاب دعائم فروع کافی کے دوسرے باب نادر کی ایک روایت کا مطلب یہ ہی کہ سال گذشتہ کا جو پانچواں دن ہی وہ سال حال کا پہلا دن ہوتا ہی اور یوں ہی چار برس تک رہتا ہی۔ اور پانچویں سال کا پہلا دن وہ ہوتا ہی جو سال گذشتہ کا چھٹا دن تھا اس سے بھی یہ قاعدہ مخالف ہی۔

ایک صحیفہ مردے کے ساتھ قبر میں رکھا جاتا ہی

صحیفۃ الصلوۃ میں وہ صحیفہ درج ہی جو مرنے کے بعد قبر میں مردے کے ساتھ رکھا جاتا ہی وہ صحیفہ حقیقت میں عقاید میت کی تصدیق کرنے کو عالم حجاب سے جو اوس موقع پر داعی کیطرف سے مقرر ہو شہادت ہی۔ اوس کا مضمون میں یہاں نقل کرتا ہوں کہیں فقرات عربی کا لفظی ترجمہ دونگا اور کہیں اصل عبارت نقل کردونگا اول استعاذہ ہی پھر بلفظ عربی ہی۔ بارخدایا یہ تیرا بندہ ضعیف حقیر محتاج تیری رحمت کا اسکی وفات مقررہ آئی اس کو روح[1] و ریحان سے ملا اور اس کے شبہات سے احسان کے ساتھ درگذر کر اور اسکی روح کو ارواح انبیا وصدیقین وشہدا وصالحین کے ساتھ ملبند کر (اور کلمات دعائیہ کی بعد ہی) بحق ملائکہ مقربین وحجج روحانیین وملائکہ نورانیین وانبیاء مرسلین وبحق اپنے نبی مصطفے اور اپنی امین محمد مجتبے بہترین عالمیان وبحق اونکی وصی علی بن ابی طالب ابی الائمہ وبحق مولانا فاطمہ زہرا السیدۃ حورا وبحق آئمہ اونکی نسل سے الحسن والحسین وعلی بن الحسین ومحمد بن علی وجعفر بن محمد واسمٰعیل بن جعفر ومحمد بن اسمٰعیل وعبد اللہ مستور واحمد مستور والحسین المستور والمہدی والقائم والمنصور والمعز والعزیز والحاکم والظاہر والمستنصر والمستعلی والامر والامام الطیب ابی القاسم امیر المومنین وبحق ابوابہم وحجہم ودعاتہم وبحق قائم آخر الزمان وحجتہ وآئمۃ دورہ صلوات اللہ علیہم اجمعین وبحق داعی الوقت ولاولاں فلاں وماذونہ فلاں ومکاسرہ فلاں وحدودہ الفضلاء جو حکم دیتے ہیں موافق حق کے اور عدل کرتے ہیں حسبنا اللہ ونعم الوکیل نعم المولے ونعم النصیر لا حول ولا قوہ

---

[1] روح بالفتح آسایش وفرحت وتازگی وخنکی نسیم وبوی خوش و باد خوش ۱۲

الا باللہ العلی العظیم -

۱۱ ایک بوہرے کا یہ دعوی کرنا کہ مین حجت ہون

ایک ذیعلم بوہرے نے جسکا نام عبدالحسین اور وطن کپڑونج ضلع احمد آباد تھا
سنہ ۱۳۱۱ ہجری مین شہر بمبئی کے اندر یہ دعوے کیا کہ مین امام کیطرف سے
حجت ہون بوہرون نے اوس سے بحث کرکے مارکٹائی بھی کی وہ کہتا تھا کہ مین بڑے
ملاجی سے مناظرہ اس شرط پر کرنے کو تیار ہون کہ ہر دین و مذہب کے دس دس علما
جمع ہون دس اہل سنت وجماعت کے عالم دس اثنا عشری کے عالم دس یادہی
وغیرہ وغیرہ اور بڑے ملاجی اوس مجمع مین آلیئن اگر مین جھوٹا نکلون تو مین اپنا
یہ دعوے چھوڑکر اونکی اطاعت کرلونگا - اگر مین سچا قرار پاؤن تو وہ اور تمام بوہرے
میرے مطیع ہو جاین بمبئی سے ناگپور کو گیا اور دم واپسین تک وہین رہا اور بہت سے
بوہرے اوس کے مطیع ہو گئے اور سنہ ۱۳۱۲ ہجری مین اوسنے انتقال کیا اوس کا قائم مقام
اوس کا ایک شاگرد ہوا جسکا نام حافظ غلام حسین ہے -

مین سنہ ۱۹۰۸ء مین رامپور سے اودیپور ملک میواڑ مین آیا تو سورت والے
داعی کیطرف سے یہان ایک ذیعلم بوہرہ عامل تھا جس کو شیخ عیسی بھائی بن شیخ
ہبۃ اللہ بھائی کہتے تھے - اس عامل کی نسبت معلوم ہوا کہ یہ بھی اوس مدعی
حجت کے پاس چلا گیا تھا اور مدت تک اوس کے پاس رہا مجھے تعجب ہوا
کہ یہ شخص موجودہ داعی کا خالہ زاد بھائی ہے - اور اسوقت اس کا اتنا اعتبار ہے
کہ ایک بڑے شہر کی بھاری جماعت کا عامل ہے - اس سے ایسا فعل خلاف
کیسے سرزد ہوا - معلوم ہوا کہ یہ شخص بظاہر اوس کا دوست بنکر گیا تھا اور دربردہ
مقصود یہ تھا کہ اوس کی جماعت مین تفرقہ پیدا کرے اور اوس کا علم حاصل کرے
برس روز تک عیسی بھائی اوس کے پاس رہا وہ اسی کے وقت اوجین جا کے قریب
بوہرون نے اسکو خوب پیٹا - عیسی بھائی اندنون زتلام ملک مالوہ مین عامل ہے -

تمت بالخیر